خلافت نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۴ | شمارہ ۲۱

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: جاوید اقبال اختر

شرح چندہ
سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۷ر جمادی الاُولیٰ ۱۳۹۵ھ | ۲۲ر ہجرت ۱۳۵۴ہش | ۲۲ر مئی ۱۹۷۵ء

جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جن کی صالح روحانی قیادت میں جماعت نے ۱۹۷۴ء میں آگ اور خون کے دریا کو بسلامت عبور کیا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ـــــ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ـــــ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
هُوَ النَّاصِرُ

۷۵-۱۹۷۴ء

اِبتلاء اور امتحان کا سال ـ صبر و ثبات اور صدق و وفا کا سال

برکتوں، رحمتوں اور فلاح کا سال

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احباب کرام! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ـ یعنی اللہ تعالیٰ ابتلاء میں ڈال کر اپنے مخلص بندوں کا امتحان لیا کرتا ہے۔ ان کی آزمائش کے لئے خوف کے سامان پیدا کرتا ہے۔ بھوک اور پیاس کے حالات پیدا کرتا ہے، اموال لوٹے جاتے ہیں۔ جانی قربانی دینی پڑتی ہے۔ تدبیر اور کوشش کے ثمرات سے محروم کیا جاتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ الٰہی منشاء انہیں تباہ کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ یہ آزمائشیں اس لئے آتی ہیں کہ ان کے صدق و ثبات، ان کے اخلاص و وفا، ان کے صبر و ثبات کو ظاہر اور روشن کیا جائے۔ اور اللہ کی بے پایاں رحمتوں کا انہیں وارث بنایا جائے۔ اور ربِّ کریم سے ان کا جو اٹوٹ رشتہ اور تعلق ہے اسے نمایاں کیا جائے۔ اور مخالف حاسد کو ورطۂ حیرت میں ڈالا جائے۔ گزشتہ مالی سال انہی آزمائشوں کا سال تھا۔ گزشتہ مالی سال اسی کٹھن امتحان کا زمانہ تھا۔ گزشتہ مالی سال مخلصین کی اس جماعت کے صبر و ثبات کا سال تھا۔ امتحان آیا گزر گیا۔ صبر و ثباتِ مخلصین نے دنیا کی نگاہ کو پریشان بھی کیا اور حیرت میں بھی ڈالا۔ خدائے مہربان نے مخلصین کے صبر اور وفا اور ایثار کو دیکھا اور ان کی کوششوں میں برکت ڈالی۔ اور انہیں قبول کیا۔ جہاں تک مالی قربانی کا سوال ہے مخلصین کی اس جماعت کو اللہ مہربان نے یہ توفیق عطا کی کہ اس سے قبل کے سال کی مالی قربانیوں کے مقابلہ میں ـــ لوٹے جانے۔ مکانوں کے جلائے جانے۔ کاروبار کے بند کیے جانے۔ بائیکاٹ کو انتہا تک پہنچائے جانے کے باوجود ـــ لاکھوں روپیہ کی زیادتی کے ساتھ مالی قربانیاں اُس (تعالیٰ) کے حضور پیش کر سکیں۔ اور زرعی اصلاحات کے نتیجہ میں زمین کی آمد میں کمی کو پورا کرکے آگے ہی آگے نکل جائیں۔ الحمد للّٰہ۔

مہدیٔ معہودؑ کے وجود کی سرسبز شاخو! میرے پیارو!! ان ابتلاؤں پر صبر و ثبات کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہنے والو!!! اس ایثار و وفا کے نتیجہ میں ان تمام برکات اور رحمتوں کے وارث بنو جن کی اس آیۂ کریمہ میں بشارت دی گئی ہے۔ اور خدا کے اس مخلص گروہ میں شامل ہو جاؤ ـــ اور شامل رہو ـــ جو ہدایت یافتہ اور سچی کامیابی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کا قدم ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائے۔ آمین۔

۱۱ر ہجرت ۱۳۵۴ ہجری شمسی
۱۱ر مئی ۱۹۷۵ء

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرا کارڈن روڈ جالندھر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۲ ہجرت ۱۳۵۴ ہش

خلافت

اجتماعیتِ اسلامی کی ضمانت

قرآن کریم نے اجتماعیتِ اسلامی کے درس و تلقین کے لئے جا بجا بیشمار اسالیبِ بیان اختیار کئے ہیں۔ اور ہر اسلوبِ بیان اپنی جگہ اتنا مؤثر اور دلنشین ہے، کہ فطرتِ صحیحہ بغیر کسی خارجی تحریک و دعوت کے اُسے قبول کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ اور عقلِ سلیم اُسے جذب کرنے کے لئے بیتاب ہوتی ہے۔ کہیں آیۂ استخلاف کا یقین بخش پیرایۂ بیان ہے جس میں تمکینِ دین کی ضمانت دی گئی ہے۔ اور کہیں وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کہہ کر آسمان کی رفعتوں سے لٹکتی ہوئی خدا کی رسّی کو مضبوطی اور استقامت کے ساتھ پکڑے رکھنے کی تلقین کے ساتھ تفرقہ اور انتشار سے بچنے کی ہدایت ہے۔ کہیں شہد کی مکھیوں کے اتحاد اور نظم و ضبط کی متبادر مثال دے کر ایک نقطۂ مرکزی پر جمع ہونے کا سبق دیا گیا ہے۔ اور کہیں چیونٹیوں کی قطاروں کو درسِ اجتماعیت کے لئے نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

پھر فطرتِ انسانی چونکہ بنیادی طور پر خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا کے تحت خطا و نسیان سے ترکیب پاتی ہے۔ اس لئے قیامِ نماز کے ذریعہ سے یہ انتظام فرمایا گیا کہ خدا و رسولؐ کی وحدانیت اور رسالت پہ ایمان لانے والے روزانہ پانچ وقت ایک مقام پر جمع ہو کر ایک امام کی قیادت و متابعت میں اجتماعیت کا مظاہرہ اس نظم و ضبط اور اس شان سے کریں کہ سارا اجتماع یک جان ہو کر اور ایک آواز کے تابع ہو کر رکوع و سجود کرے۔ اور یہ سبق سنِ عقل و بلوغ سے شروع ہو کر اس وقت تک کہ جان جانِ آفرین کے سپرد ہو جائے، جاری رہے۔ اور مسلمانانِ عالم کے ذہنوں میں اتحاد و اجتماعیت اس طرح جاگزیں ہو جائے۔ اور قلوب کے اندر یوں راسخ ہو جائے کہ کوئی بیرونی مخالفت کوشش کسی بھی وقت اس پر اثر انداز نہ ہو۔

یہ سارے اسباق اتنے سادہ، سہل، عام فہم اور دلنشین ہیں کہ فطرتِ انسانی کی سعادت انہیں قبول کرنے کے لئے بغیر کسی دلیل کے مستعد ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ بعض انسانی فطرتیں اپنی کجی یا بغی کے باعث نفسِ امّارہ کی تاریکیوں میں یوں بھٹک جاتی ہیں کہ اپنی ہی شپرہ چشمی سے صراطِ مستقیم کو کھو دیتی ہیں اور تفریط کی راہ پر گامزن ہو کر اس خدا کی ہستی پر بھی دلیل چاہتی ہیں جو ہر آن اپنی عظمتوں کے ساتھ ان کے سامنے جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور پھر بعض فطرت انسانی افراط کی اس طرح شکار ہوتی ہے کہ وہ حقیر ترین پتھر کے ٹکڑوں کو تراش کر اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ اور خدا کی بخشی ہوئی عظمتوں کو خود تراشیدہ اصنام پر قربان کر دیتی ہے۔

اجتماعیتِ اسلامی کے لئے خدا تعالیٰ کے قائم فرمودہ مضبوط نظامِ خلافت ہی پر نظر کیجئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک عرصہ تک خلافتِ راشدہ کی برکتوں سے متمتع ہونے کے بعد اور یہ جاننے کے باوجود کہ یہی نظام اسلام کے استحکام کی ضمانت ہے، کچھ بدقسمت اور فطرت میں کجی رکھنے والے لوگ ایسے اُٹھے کہ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اس حصارِ اسلام کو منہدم کرنے کی کوششیں کیں۔ اور خدا کی اس نعمت سے محروم ہو کر اپنی بدبختی پر مُہرِ ثبت کر گئے۔ اور پھر صدیوں تک اہلِ اسلام نظامِ خلافت سے محرومی کے باعث افتراق و انتشار کا شکار ہو کر پستیوں کی طرف لڑھکتے رہے۔ بعض حلقوں میں خلافت کے حق میں برنگِ فریاد آوازیں اُٹھتی رہیں۔ لیکن وہ سوادِ اعظم کے مخالفانہ شور میں دب کر رہ جاتی رہیں۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ النبوۃ کا نظام پھر قائم فرمایا ہے۔ اور ہم گزشتہ ۶۷ سال سے اِس بابرکت نظام کی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔ ہم نے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کی خدائی بشارت کو اپنے سینے سے یوں لگا رکھا ہے کہ ہمیں کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ اس کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت ہے۔ کیونکہ "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" کے مطابق ہم نے نظامِ خلافت کی برکتوں کو ہر آن آسمان کی پہنائیوں سے اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب آفات و مصائب ہمارے ایمانوں کے امتحان کے لئے کارفرما ہوں، تو ہم آسمان سے لٹکی ہوئی اس رسّی کو پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ تھام لیتے ہیں۔ ہماری انگلیوں کی گرفت اس رسّی پر اور بھی مضبوط ہو جاتی ہے۔ اور ہماری نگاہیں اپنے پیارے امام کی جُنبشِ لب پر لگی رہتی ہیں۔ اور قلوب اس جُنبشِ لب سے پیدا ہونے والی آواز پر عمل کے لئے بیتاب ہو جاتے ہیں۔

یہ تو ایک مسلّمہ اسلامی عقیدہ ہے کہ خلیفۂ وقت کا وجود اپنی مستجاب دعاؤں اور اپنے تقویٰ و طہارت کے ذریعہ سے اور پھر اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے قرب کی وجہ سے جماعت کے لئے ایک تعویذ کا حکم رکھتا ہے۔ اسی لئے اصدق الصادقین رسولِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ"۔ چنانچہ ہم افرادِ جماعتِ احمدیہ علیٰ وجہ البصیرت خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ خلیفۂ وقت واقعی جماعت کے لئے ایک ڈھال ہوتا ہے۔ جس کی قیادت میں الٰہی جماعت بڑی بڑی مہمات کو سر کرتی ہے۔ وہ خلیفۂ وقت کے ارشادات و ہدایات کی تعمیل کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں اکناف و اطرافِ عالم تک پیغامِ حق پہنچا دیتی ہے۔ اور آفات و مصائب میں گھِر جانے پر اس کے انفاسِ قدسیہ سے سکون پاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء کی مشہورِ زمانہ اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کے زمانہ میں جب مخالفت کے طوفان بپھرے ہوئے تھے، یہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی رُوحانی وجود تھا جو خدا تعالیٰ سے تعلق اور قرب کی وجہ سے جماعت کے لئے ایک ڈھال بنا اور چاروں طرف سے مصائب میں گھری ہوئی جماعت کو ان سکینت بخش الفاظ میں مژدہ سُنایا کہ :-

> "انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا نے مجھے چھوڑ دیا، تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دُنیا مجھے چھوڑ دے۔ مگر وہ انشاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ **سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آ رہا ہے۔** وہ میرے پاس ہے۔ خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اُس کی مدد سے سب دُور ہو جائیں گے۔ تم اپنے نفسوں کو سنبھالو اور نیکی اختیار کرو۔ سلسلہ کے کام خدا خود سنبھالے گا۔"
>
> خاکسار مرزا محمود احمد ۵۳/۳/۳

اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ خدا تعالیٰ نے مظلوم جماعت کی مدد کی۔ اور ظلم کے ہاتھ کو روک کر جماعت کو جادۂ ترقی پر ڈال دیا۔

پھر ۱۹۷۴ء میں جب ۱۹۵۳ء سے بھی بڑے پیمانہ پر جماعت کو آگ اور خون کے دریا میں سے گزرنا پڑا تو یہ خلافت کی برکت ہی تھی جس کی بروقت قیادت اور صحیح رہنمائی نے کشتیٔ نوح بن کر جماعت کو بسلامت پار اُتار دیا۔ اور یہ فرما کر جماعت کو تسلّی دی کہ :-

> **"اللہ تعالیٰ کی فوجیں ہماری مدد کے لئے آ رہی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی نُصرت کا وقت قریب ہے۔"** (بدر ۲۰-۶-۱۹۷۴ء)

اور یوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قولِ مبارک کی صداقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ خلیفۂ وقت کا وجود جماعت کے لئے ایک ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے کھڑے ہو کر جماعت ابتلاؤں اور آزمائشوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ ظاہری ہتھیاروں سے نہیں بلکہ دعاؤں اور نیک اعمال کے رُوحانی ہتھیاروں سے لیس ہو کر! اللہ تعالیٰ ہمیں تا ابد خلافت کی برکات سے نوازتا رہے۔ اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو خدمتِ اسلام کی ہمیشہ توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین ۔

(ف - ا - گ)

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۹ ہجرت (مئی)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۲ ہجرت (مئی) کی اطلاع مظہر ہے کہ

> "کل حضور کو کچھ دیر کے لئے حرارت ہو گئی تھی۔ جس کے بعد بخار نارمل پر آ گیا۔ ابھی کمزوری باقی ہے۔"

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۹ ہجرت (مئی)۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۹ ہجرت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع دو چھوٹے بچوں کے خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔ مقدس خاندان کے دیگر افراد تاحال حیدرآباد سے واپس تشریف نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے۔ آمین ۔

جماعتِ احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا قیام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی واضح تحریرات کی روشنی میں

ذیل میں افادۂ احباب کی خاطر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند ایسے واضح اور اہم ارشادات نقل کئے جاتے ہیں جن سے آفتابِ نیمروز کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ السّلام کے بعد جماعت احمدیہ میں بھی خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کا قیام کتنا ضروری اور لابُدی ہے۔ نیز یہ کہ اِن مفید اور بیش قیمت حوالہ جات کی موجودگی میں غیر مبائعین حضرات کا نظامِ خلافت سے انکار کرنا ناروا ہی نہیں بلکہ ضد اور سراسر ہٹ دھرمی کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اِن واضح ارشادات پر کما حقّہٗ غور کرنے اور حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

——— ایڈیٹر

(۱) خدا تعالیٰ کی ایک قدیمی سُنّت

"یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سُنّت کو ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔۔ ...... جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، اس کی تخمریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دُوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دُوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دُشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابُود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اِس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط (الوصیت صفحہ ۵، ۶)

(۲) دو قدرتیں

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے۔ تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اَب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔" (ایضاً صٓ)

(۳) نزولِ رحمت

"دُوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسالِ مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا اُن کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔" (سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

(۴) خلیفہ اور اس کا اوّلین کام

"صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔" (اخبار الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

(۵) ایک حدیث اور اس کی تشریح

"ثم یسافر المسیح الموعود اوخلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق"۔ یعنی پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔" (حمامۃ البشریٰ صٓ)

(۶) ذُریّتِ طیّبہ میں ایک جانشین کا وعدہ

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا [illegible] ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۲)

(۷) جماعت کے لئے واجب الطاعت امام

"اگر ہندو صاحبان دل سے ہمارے ساتھ صفائی کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی ایسا ہی اقرار لکھ کر اس پر دستخط کر دیں۔ اور اس کا مضمون بھی یہ ہوگا کہ ہم حضرت محمد مصطفےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور نبوّت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور آپ کو سچا نبی اور رسول سمجھتے ہیں۔ آئندہ آپ کو ادب اور تعظیم کے ساتھ یاد کریں گے۔ جیسا کہ ایک ماننے والے کے مناسب حال ہے۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے۔ یاد رہے کہ ہماری احمدی جماعت اب چار لاکھ سے کچھ کم نہیں ہے۔ اس لئے ایسے بڑے کام کے لئے تین لاکھ روپیہ چندہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اور جو لوگ جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو اُن کے نزدیک واجب الاطاعت ہے۔ اس لئے میں اُن کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

(رسالہ پیغامِ صلح تقطیع خورد صفحہ ۲۰۔۲۱)

(۸) خلیفہ ظِلّ رسول ہوتا ہے

"چونکہ کسی انسان کے لئے بھی دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسُولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اس غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(رسالہ پیغامِ صلح تقطیع خورد صٓ ۲۰-۲۱)

(۹) قرآنِ کریم میں دائمی خلافت کا وعدہ

"اِن آیات کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو مَیں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس اُمّت کے لئے خلافتِ دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعتِ موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۰)

مقامِ خلافت

اور

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا واضح مسلک!

ذیل میں حضرت حاجی الحرمین مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند مفید اور کار آمد حوالے ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ جن پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی جہاں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت کے قیام کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رض کا کیا مسلک تھا۔ وہاں اکابرین غیر مبائعین کی اُن خفیہ ریشہ دوانیوں کا پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے جو انہوں نے عہدِ خلافتِ اُولیٰ میں ہی شروع کر دی تھیں ۔ ——— ایڈیٹر۔

(۱) استحکامِ خلافت کے لئے آپ کی غیرت

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بابرکت عہدِ خلافت میں ہی جب کچھ فتنہ پرداز لوگوں نے منصبِ خلافت کو گرانا چاہا تو حضورؓ نے اعلان فرمایا کہ :-

"تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دُکھ دیا ہے کہ مَیں اس حصّہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا ہوں جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے پیر کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔"

(اخبار بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

خلیفہ کے تئیں اطاعتِ کاملہ

نیز فرمایا کہ :-

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔" (ایضاً)

(۲) معرفت کا ایک نکتہ

"حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص (معتمدین صدر انجمن احمدیہ ۔ ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر اُن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اس کو اپنا خلیفہ مانو۔ اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا ۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا تعالیٰ کا مخالف ہے...... پس [illegible] کان کھول کر سنو! اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کروگے تو فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم کے مصداق ہوگے۔ مَیں نے تمہیں یہ کیوں سنایا۔ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔"

"خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے مَیں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اُتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو مَیں بالکل تمہاری پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو...... مجھے ضرورتاً کچھ کہنا پڑا ہے۔ اس کا میرے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ مَیں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں تم اپنے پہلے وعدہ پر قائم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔ ...... جلد بازی سے کوئی فقرہ مُنہ سے نکالنا آسان ہے۔ مگر اس کا نگلنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں۔ مگر تمہیں کب معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آتے۔"

(اخبار بدر ۲۱ر اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(۳) خلیفہ خُدا بناتا ہے

"مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ مَیں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴) خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس جب مَیں مر جاؤنگا تو پھر وہی کھڑا ہو گا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔"

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔"

(بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۵) خلیفہ پر اعتراض کرنا سعادتمندی نہیں

"مَیں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا...... مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو۔ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنیوالا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اُسے بھی کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اباء اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مندفطرت اُسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی۔" (بدر ۴ر جولائی ۱۹۱۲ء)

(۶) ایک ناقابلِ فراموش نکتہ

"ایک نکتہ قابلِ یاد سُنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے مَیں باوجود کوشش کے رُک نہیں سکتا وہ یہ کہ مَیں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ اُن کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ اُن کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو مَیں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے۔" (بدر ۲۷ر جولائی ۱۹۱۰ء)

(۷) انجمن یا ایک واجب الاطاعت خلیفہ

"اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ - امام ایک ہی ہونا چاہیئے۔ تا کہ وحدت قائم رہے۔ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ایک کی اطاعت کو گمراہی اور مصیبت کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ایسے خیالات کے لوگوں کے لئے یہ آیت غور طلب ہے۔ خدا جسے خلیفہ مقرر کرتا ہے اسے اپنی جناب سے مؤید و منصور کرتا ہے۔ خدا اُسے ایسی غلطی میں نہیں ڈالتا جس سے قوم تباہ ہو۔ شوریٰ اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ بالضرور اُس کی اتباع کرے۔ بلکہ وزراء کی رائیں اُس کی بمنزلہ آئینہ کے ہوتی ہیں کہ اُن میں اپنی رائے کا حُسن و قبح دیکھ لے۔"

(درس القرآن صفحہ ۵۷۲)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمیشہ جماعت کو خلافت کی اہمیت اور اس کے ساتھ وابستگی کی تلقین فرمائی۔ اپنی وفات سے چند روز قبل آپ نے فرمایا کہ :-

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا۔"

(پیغامِ صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

(۹) آخری تحریری وصیّت

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہردلعزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پُرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگذر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیرخواہ تھا۔ وہ بھی خیرخواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسّلام۔"

(الحکم ۷ر مارچ ۱۹۱۴ء)

خلافتِ حقّہ اسلامیّہ

تقریر سیدنا حضرت مُصلح موعُود رضی اللہ عنہُ جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء

تشہد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(النّور ع ۱۴)

اس آیت کے متعلق تمام پچھلے مفسّرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت خلافتِ اسلامیّہ کے متعلق ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور کئی خلفاءِ راشدین بھی اس کے متعلق گواہی دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی کتابوں میں اس آیت کو پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ آیت خلافتِ اسلامیہ کے متعلق ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے کہ اے خلافتِ حقّۂ اسلامیہ پر ایمان رکھنے والے مومنو! (چونکہ یہاں خلافت کا ذکر ہے اس لئے اٰمنوا میں ایمان لانے سے مراد ایمان بالخلافت ہی ہوسکتا ہے۔ پس یہ آیت مبائعین کے متعلق ہے غیر مبائعین کے متعلق نہیں۔ کیونکہ وہ خلافت پر ایمان نہیں رکھتے) اور اے خلافتِ حقّۂ اسلامیہ کو قائم رکھنے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرنے والو! تم سے اللہ ایک وعدہ کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم تم میں سے زمین میں اسی طرح خلفاء بناتے رہیں گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلفاء بنایا۔ اور ہم اُن کے لئے اسی دین کو جاری کریں گے جو ہم نے اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ یعنی جو ایمان اور عقیدہ ان کا ہے وہی خدا کو پسندیدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اسی عقیدہ اور طریق کو دُنیا میں جاری رکھے گا۔ اور اگر ان پر کوئی خوف آیا تو ہم اس کو تبدیل کر کے امن کی حالت لے آئیں گے۔ لیکن ہم بھی اُن سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ توحید کو دُنیا میں قائم کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔ یعنی مشرک مذاہب کی تردید کرتے رہیں گے۔ اور اسلام کی توحیدِ حقّہ کی اشاعت کرتے رہیں گے۔ خلافت کے قائم ہونے کے بعد خلافت پر ایمان لانے والے لوگوں نے خلافت کو ضائع کر دیا۔ تو فرماتا ہے مجھ پر الزام نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ مَیں نے ایک وعدہ کیا ہے اور شرطیہ وعدہ کیا ہے۔ اس خلافت کے ضائع ہونے پر الزام تم پر ہوگا۔ مَیں اگر پیشگوئی کرتا تو مجھ پر الزام ہوتا کہ میری پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ مگر مَیں نے پیشگوئی نہیں کی۔ بلکہ مَیں نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اور شرطیہ وعدہ کیا ہے کہ اگر تم مومن بالخلافۃ ہوگے اور اس کے مطابق عمل کروگے تو پھر مَیں خلافت کو تم میں قائم رکھونگا۔ پس اگر خلافت تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی تو یاد رکھو کہ تم مومن بالخلافۃ نہیں رہوگے، کافر بالخلافۃ ہوجاؤگے۔ اور نہ صرف خلفاء کی اطاعت سے نکل جاؤگے بلکہ میری اطاعت سے بھی نکل جاؤگے۔ اور میرے بھی باغی بن جاؤگے۔

"خلافتِ حقّہ اسلامیہ" کے عنوان کی وجہ

مَیں نے اس مضمون کا ہیڈنگ — "خلافتِ حقّہ اسلامیّہ" اس لئے رکھا ہے کہ جس طرح موسوی زمانہ میں خلافتِ موسویہ یہودیہ دو حصّوں میں تقسیم تھی۔ ایک دَور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تھا، اور ایک دَور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی خلافت کے دو دَور ہیں۔ ایک دَور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شروع ہؤا۔ اور اس کی ظاہری شکل حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہوگئی۔ اور دوسرا دَور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے شروع ہؤا۔ اور اگر آپ لوگوں میں ایمان اور عمل صالح قائم رہا، اور خلافت سے وابستگی پختہ رہی تو انشاء اللہ یہ دَور قیامت تک رہے گا۔

جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں مَیں ثابت کرچکا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایمان بالخلافۃ قائم رہا اور خلافت کے قیام کے لئے تمہاری کوشش جاری رہی تو میرا وعدہ ہے کہ تم میں سے (یعنی مومنوں میں سے اور تمہاری جماعت میں سے) مَیں خلیفہ بناتا رہوں گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق احادیث میں تصریح فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

"مَا كَانَتْ نُبُوَّةٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ"

(جامع الصغیر للسیوطی)

کہ ہر نبوّت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور میرے بعد بھی خلافت ہوگی۔ اس کے بعد ظالم حکومت ہوگی۔ پھر جابر حکومت ہوگی۔ یعنی غیر قومیں آکر مسلمانوں پر حکومت کریں گی۔ جو زبردستی مسلمانوں سے حکومت چھین لیں گی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر خلافت علیٰ منہاج النّبوّۃ ہوگی۔ یعنی جیسے نبیوں کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ ویسی ہی خلافت پھر جاری کر دی جائے گی۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

نبیوں کے بعد خلفاء کا ذکر قرآن کریم میں دو جگہ آتا ہے۔ ایک تو یہ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خلافت اِس طرح دی کہ کچھ اُن میں سے موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی بنائے اور کچھ ان میں سے بادشاہ بنائے۔ اب نبی اور بادشاہ بنانا تو خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ ہمارے اختیار میں نہیں۔ لیکن جو تیسرا امر خلافت کا ہے وہ اس حیثیت سے کہ خدا تعالےٰ بندوں سے کام لیتا ہے ہمارے اختیار میں ہے چنانچہ عیسائی اس کیلئے انتخاب کرتے ہیں اور اپنے میں سے ایک شخص کو بڑا مذہبی لیڈر بنا لیتے ہیں۔ جس کا نام وہ پوپ رکھتے ہیں۔ گو پوپ اور پوپ کے متبعین اب خراب ہوگئے ہیں۔ مگر اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ پھر اُن سے مشابہت کیوں دی؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

جس طرح پہلے لوگوں کو مَیں نے خلیفہ بنایا تھا اسی طرح مَیں تمہیں خلیفہ بناؤں گا۔ یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں خلافت قائم کی گئی تھی۔ اسی طرح تمہارے اندر بھی اس حصّہ میں جو موسوی سلسلہ کے مشابہ ہوگا۔ مَیں خلافت قائم کروں گا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت براہِ راست چلے گی۔ پھر جب مسیح موعود آجائے گا تو جس طرح مسیح ناصریؑ کے سلسلہ میں خلافت چلائی گئی تھی۔ اسی طرح تمہارے اندر بھی چلاؤں گا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موسیٰ کے سلسلہ میں مسیح آیا اور محمدی سلسلہ میں بھی مسیح آیا۔ مگر محمدی سلسلہ کا مسیح پہلے مسیح سے افضل ہے۔ اس لئے وہ غلطیاں جو انہوں نے کیں وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے محمدی مسیح کی جماعت نہیں کرے گی۔ انہوں نے خدا کو بھلا دیا۔ اور خدا تعالےٰ کو بھلا کر ایک کمزور انسان کو خدا کا بیٹا بنا کر پوجنے لگ گئے۔ مگر محمدی مسیح نے اپنی جماعت کو شرک کے خلاف بڑی شدّت سے تعلیم دی ہے۔ بلکہ خود قرآن کریم نے کہہ دیا ہے کہ اگر تم خلافت حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر شرک کبھی نہ کرنا۔ اور میری خالص عبادت کو ہمیشہ قائم رکھنا۔ جیسا کہ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا۔ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پس اگر جماعت اس کو قائم رکھے گی تبھی وہ انعام پائے گی۔ اور اس کی صورت یہ بن گئی ہے کہ قرآن کریم نے بھی شرک کے خلاف اتنی تعلیم دی کہ جس کا ہزارواں حصّہ بھی انجیل میں نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرک کے خلاف اتنی تعلیم دی ہے جو حضرت مسیح ناصریؑ کی موجودہ تعلیم میں نہیں پائی جاتی۔ پھر آپ کے الہاموں میں بھی یہ تعلیم پائی جاتی ہے۔ چنانچہ آپ کا الہام ہے :-

"خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءَ الْفَارِسِ"

(تذکرہ طبع اوّل صفحہ ۲۴۲)

اے مسیح موعود اور اس کی ذرّیت! توحید کو ہمیشہ قائم رکھو۔

سو اس سلسلہ میں خدا تعالےٰ نے توحید پر اتنا زور دیا ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اور قرآنی تعلیم پر غور کرتے ہوئے یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل

سے توحید کامل احمدیوں میں قائم رکھے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں خلافت بھی ان کے اندر قائم رہے گی۔ اور وہ خلافت بھی اسلام کی خدمت گذار ہوگی۔ حضرت مسیح ناصری کی خلافت کی طرح وہ خود اس کے اپنے مذہب کو توڑنے والی نہیں ہوگی۔

جماعتِ احمدیہ میں خلافت قائم رہنے کی بشارت

مَیں نے بتایا ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے کہا ہے کہ خلیفے ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ میرے بعد خلیفے ہوں گے۔ پھر مُلْکًا عَاضًّا ہوگا۔ پھر ملک جبریہ ہوگا۔ اور اس کے بعد خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ہوگی۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی قرآن کریم اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں الوصیۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا وے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔"

(الوصیۃ ص۶)

یعنی اگر تم سیدھے رستہ پر چلتے رہوگے تو خدا کا مجھ سے وعدہ ہے کہ جو دوسری قدرت یعنی خلافت تمہارے اندر آئے گی وہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگی۔ عیسائیوں کو دیکھ لو، گو جھوٹی خلافت ہی سہی اُنیس سو ۱۹۰۰ سال سے وہ اس کو لئے چلے آرہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کو ابھی اڑتالیس ۴۸ سال ہوئے تو کئی بیانِ جھگڑوں کی خرابیں دیکھنے لگیں۔ اور خلافت کو توڑنے کی فکر میں لگ گئیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ :-

"تم خدا کی قدرتِ ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعائیں کرتے رہو!"

(الوصیۃ ص۷)

سو تم کو بھی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے ماتحت دعائیں کرتے رہو۔ کہ اے اللہ! ہم کو مومن بالخلافہ رکھیو اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیجیو۔ اور ہمیں ہمیشہ اس بات کا مستحق رکھیو کہ ہم میں سے خلیفے بنتے رہیں۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے تاکہ ہم ایک جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اور ایک صف میں کھڑے ہو کر اسلام کی جنگیں ساری دُنیا سے لڑتے رہیں۔ اور پھر ساری دُنیا کو فتح کرکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گرا دیں۔ کیونکہ یہی ہمارے قیام اور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہے۔

قدرتِ ثانیہ سے مُراد خلافت ہے

یہ جو مَیں نے "قدرتِ ثانیہ" کے معنے خلافت کے کئے ہیں یہ ہمارے ہی نہیں بلکہ غیر مبائعین نے بھی اس کو تسلیم کیا ہوا ہے۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب لکھتے ہیں :-

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیۃ کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود بہ اجازت حضرت اُم المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اُس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین صاحب سلمہٗ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ...... یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔" الخ

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

یہ خط ہے جو اُنہوں نے شائع کیا۔ اس میں مولوی محمد علی صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب وغیرہ کا بھی انہوں نے ذکر کیا ہے۔ کہ معتمدین میں سے وہ اس موقعہ پر موجود تھے۔ اور انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ سو ان لوگوں نے اس زمانہ میں یہ تسلیم کر لیا کہ یہ جو "قدرتِ ثانیہ" کی پیشگوئی تھی یہ خلافت کے متعلق تھی۔ کیونکہ الوصیۃ میں سوائے اس کے اور کوئی ذکر نہیں کہ تم "قدرتِ ثانیہ" کے لئے دُعائیں کرتے رہو۔ اور خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ مطابق حکم "الوصیۃ" ہم نے بیعت کی۔ پس خواجہ صاحب کا اپنا اقرار موجود ہے کہ "الوصیۃ" میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ "خلافت" کے متعلق تھی۔ اور قدرتِ ثانیہ سے مُراد "خلافت" ہی ہے۔ پس حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کا بیعت کرنا اور اسی طرح میرا اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیعت کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ تمام جماعت احمدیہ نے بالاتفاق خلافتِ احمدیہ کا اقرار کر لیا۔ پھر حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ اوّل رضی اللہ عنہ کے تمام خاندان اور جماعتِ احمدیہ کے ننانوے فیصدی افراد کا میرے ہاتھ پر بیعت کر لینا اِس بات کا مزید ثبوت ہوا کہ جماعتِ احمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ "خلافتِ احمدیہ" کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

◎

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

از مکرم شیخ روشن صاحب تنویر مرحوم

تُجھ کو آنکھوں سے مسیحائے زماں! دیکھ لیا
تُو ہی اِسلام کا ہے زندہ نشاں دیکھ لیا

زندگی بخش ہے کیا وادیٔ ربوہ کی فضا
ہم نے اِس خطۂ ارضی میں جناں دیکھ لیا

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر
ہے جماعت کی یہی رُوحِ رواں دیکھ لیا

ڈھال ہے جس کے وراء ہوتا ہے مومن کا جہاد
ہم نے یہ تجربہ سے رازِ عیاں دیکھ لیا

استعانت ہے خُدا کی یہ عبارت تنویر
بزمِ شوریٰ میں یہی ہم نے سماں دیکھ لیا

○

آیتِ استخلاف میں اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ سے مختلف شکلوں میں قیامِ خلافت کا وعدہ کیا ہے

مجدّدیتِ عظمیٰ اور خلافتِ عظمیٰ اب تا قیامت صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۸ء کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر آیت استخلاف کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے جو نہایت مدلل اور مؤثر تقریر فرمائی اس کا ایک اقتباس ہدیہ ناظرین ہے۔ (ایڈیٹر)

تیسری بات میں ذرا تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ نظامِ خلافت ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کی جماعتوں میں بھی ان لوگوں کے حالات کے مطابق رائج کیا تھا اور جسے اسلام میں بھی اللہ تعالیٰ نے قائم کیا۔ اور ایک وعدہ اور بشارت کے رنگ میں قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ جیسے اور جس رنگ میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت میں خلفاء کا نظام قائم کیا گیا تھا اسی رنگ میں اور اسی طور پر امّتِ مسلمہ میں بھی خلفاء کا ایک نظام قائم کیا جائے گا۔ جو خلیفہ اور مجدد ہوں گے۔ آیت استخلاف میں خلافت کا یہ وعدہ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

ہر صدی کے سر پر مجدّد

بھیجا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کیا کریں گے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم سے زائد کوئی بات نہیں کی۔ آپؐ نے جو بھی کہا ہے وہ قرآن کریم کے اصول کی اور قرآن کریم کے اجمال کی تفسیر اور تفصیل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :—

"اور جو لوگ وحی ولایتِ عظمیٰ کی روشنی سے منوّر ہیں وہ "اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کے گروہ میں داخل ہیں ان سے بلاشبہ عادت اللہ یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً دقائقِ مخفیہ قرآن کے ان پر کھولتا رہتا ہے اور یہ بات ان پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں دی۔ بلکہ احادیثِ صحیحہ میں مجملات و اشاراتِ قرآن کریم کی تفصیل ہے۔ سو اس معرفت کے پانے سے اعجازِ قرآن کریم اُن پر کھل جاتا ہے۔ اور نیز ان آیاتِ بیّنات کی سچائی ان پر روشن ہو جاتی ہے۔ جو اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے جو قرآن کریم سے کوئی چیز باہر نہیں۔"

(الحق مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۹۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں یہ فرمایا کہ امّتِ محمدیہ میں ہمیشہ ایک مطہر گروہ پیدا ہوتا رہا۔ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اور اس مطہر گروہ کو قرآن کریم کے اس وعدہ کے مطابق کہ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ وقت کی ضرورتوں کے مطابق قرآن کریم کے مخفی خزائن اور اسرار میں سے بہت سے اسرار اور بہت سی روحانی دولت عطا کرتا رہے گا۔ پھر وہ علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہو جائیں گے کہ جس طرح نئی نئی باتیں قرآن کریم کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو مطہرین کے سردار تھے ان کو ہم سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ

قرآن کریم کے معارف اور دقائق

سکھایا کرتا تھا۔ اور آپؐ نے جو بھی فرمایا وہ قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے۔ قرآن کریم سے زائد کوئی بات آپؐ نے نہیں کی۔ اس وقت حوالہ تو میرے پاس نہیں لیکن مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد دوسری جگہ بھی نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول اور ہر ارشاد قرآن کریم کی تفسیر ہی ہے جیسے آپؐ کا ہر فعل اور عمل قرآن کریم ہی کی تفسیر ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا تو آپ نے کہا اگر آپؐ کے اخلاق معلوم کرنا چاہتے ہو تو

قرآن کریم پڑھ لو

قرآن کریم نے جو کچھ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کر دکھایا۔ تو آپؐ کے اخلاق تو قرآن کریم ہی کی تحریر ہیں۔ کیونکہ آپؐ کے افعال اور اعمال عین قرآن کریم کے مطابق ہیں۔ ان سے باہر نہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آیا کرے گا یہ قرآن کریم کی کس آیات کی تفسیر ہے۔ پھر ہمیں اس حدیث کے صحیح معنی معلوم ہوں گے ورنہ ہم غلطی کھا جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد بار اور بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قرآن کریم کی آیت استخلاف کی ایک تفسیر ہے اس آیت میں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور متعدد سلسلہ ہائے خلافت کا ذکر ہے اور ایک بات کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد دین پیدا ہوگا۔ اس لحاظ سے اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بغور مطالعہ کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ جہاں بھی آپؐ نے تجدید دین پر کوئی بحث کی یا کوئی نکتہ بیان کیا وہاں اس نکتہ کو بیان کرتے ہوئے آپؐ نے خلافت کا ضرور ذکر کر دیا (اِلّا ماشاء اللہ) تو آپؐ نے ساری بحث میں وضاحتاً بھی اور اشارۃً بھی یہ بتایا ہے کہ خلافت اور تجدید دین ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور یہ وعدہ جو دیا گیا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر مجدّد

آئے گا وہ آیت استخلاف کے وعدے کا ایک حصّہ ہے۔ آیت استخلاف میں اس وعدہ سے زیادہ وعدہ دیا گیا ہے یعنی مختلف شکلوں میں خلافت کے قیام کا وعدہ ہے۔ ایک شکل وہ ہے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر ارشادات میں جو دوسری شکلیں خلافت کی ہیں ان پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

خلافت کے معنے

جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ :—

"خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

پس جو خلیفہ کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جانشین کے ہیں جو ضرورت کے وقت تجدید دین کی خاطر آئے۔ اور اُن میں صحیح روح اسلامی پیدا کرے اور بدعات کو اسلام سے باہر نکال کر پھینک دے۔ اور ایسے سامان پیدا کرے امّتِ مسلمہ کے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بن سکیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت استخلاف میں جو "کَمَا" کا لفظ ہے اور جو "مِنْکُمْ" کا لفظ ہے اس کو اس آیت کے معنی سمجھنے کے لئے ایک بنیادی اہمیت دی ہے۔ آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ جس رنگ میں جس طور پر امّتِ موسویہ میں خلافت کا نظام قائم کیا گیا تھا اسی رنگ میں اسی شکل میں امّتِ مسلمہ میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا۔ میں پہلے دو تین ایسے حوالے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑھنا چاہتا ہوں جن میں آپؑ نے یہ بتایا ہے کہ امّتِ موسویہ کی خلافت اور امّتِ محمدیہ کی خلافت میں مماثلتِ تامّہ پائی جاتی ہے۔ آپ ان حوالوں کو غور سے سنیں اور پھر اس کے بعد میں بعض باتیں تفصیل سے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :—

"یعنی خدا تعالیٰ نے اس امّت کے مومنوں اور نیکوکاروں کے لئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں خلیفہ کرے گا۔ جیسا کہ اس نے پہلوں کو بنایا تھا یعنی اسی طرز اور اسی طریق کے موافق اور نیز اسی مدت اور زمانہ کے مشابہ اور اسی صورتِ جلالی اور جمالی کی مانند

جو بنی اسرائیل میں سنت اللہ گزر چکی ہے اس امت میں بھی خلیفے بنائے جائیں گے اور ان کا سلسلۂ خلافت اس سلسلہ سے کم نہیں ہوگا جو بنی اسرائیل کے خلفاء کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور نہ ان کی طرز خلافت اس طرز سے مباین اور مخالف ہوگی جو بنی اسرائیل کے خلیفوں کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ ....

مماثلت تامہ کا اشارہ جو كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے سمجھا جاتا ہے صاف دلالت کر رہا ہے کہ یہ مماثلت مدت ایام خلافت اور خلیفوں کی طرز اصلاح اور طرز ظہور سے متعلق ہے۔ سو چونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل میں خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل میں رہ کر آخر چودہ (سو) برس کے پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر یہ سلسلہ ختم ہوا ....

پس جب کہ قرآن کریم نے صاف صاف بتلا دیا کہ خلافت اسلامی کا سلسلہ اپنی ترقی اور تنزل یا اپنی جلالی اور جمالی حالت کی رو سے خلافت اسرائیل سے بکلی مطابق و مشابہ و مماثل ہوگا۔ اور یہ بھی بتلا دیا کہ نبی اُمّی عربی مثیل موسیٰ ہے۔ تو اس ضمن میں قطعی اور یقینی طور پر بتلایا گیا کہ جیسے اسلام میں سر دفتر الٰہی خلیفوں کا مثیل موسیٰ ہے جو اس سلسلۂ اسلامیہ کا سپہ سالار اور بادشاہ اور تخت عزت کے اوّل درجہ پر بیٹھنے والا اور تمام کا مصدر اور اپنی روحانی اولاد کا مورث اعلیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی اس سلسلہ کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح ابن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہوگیا ہے۔"

(ازالہ اوہام طبع اوّل ص۶۷۰-۶۷۳)

اسی مضمون کو بیان فرماتے ہوئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلۂ خلافت میں اوّل درجہ کا مقام رکھتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو خلیفۃ اللہ صحیح معنی میں اور سچے اور کامل طور پر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ہے

اور کسی کی نہیں اس لئے آپ کو خلافت عظمیٰ حاصل ہے اور اسی لئے آپ مجدد اعظم ہیں۔ مجدد اعظم سوائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں۔ لیکچر سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔"

(لیکچر سیالکوٹ ص۶)

اور آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ساری دنیا کو تاریکی اور ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لانے کا کام سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نے نہیں کیا پہلے انبیاء اپنے اپنے زمانہ اور اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث ہوئے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی اور ان قوموں کو بھی جن کی طرف وہ مبعوث ہوئے تھے توفیق دی ایک محدود وقت اور زمانہ میں ایک خاص قوم کو انہوں نے ظلمات شیطانی سے نکالا۔ اور اُن کی استعداد کے مطابق انوار ربانی سے منور کیا۔ مگر ایک ہی شخص دنیا میں پیدا ہوا ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوا اور اب قیامت تک کے لئے جو مجددیت عظمیٰ کے مقام پر قائم اور فائز رہے گا۔ اور ساری دنیا کو تاریکی اور ظلمت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے نور کی طرف کھینچ کر لانے کا کام اس مجدد اعظم کے سپرد ہے۔ اور اسی لئے وہ مجدد اعظم ہے۔

تو اب خلافت عظمیٰ اس سلسلہ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے

اپنے رنگ میں محدود وقت کے لئے اور بنی اسرائیل کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے مجدد اور خلیفہ تھے لیکن ساری دنیا میں ایک ہی مجدد اعظم تھا اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مماثلت تامہ کے متعلق جو آیت استخلاف میں "كَمَا" کے لفظ میں پائی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگر اس مماثلت سے مماثلت تامہ مراد نہیں تو کلام عبث ہوا جاتا ہے۔ کیونکہ شریعت موسوی میں چودہ سو برس تک خلافت کا سلسلہ ممتد رہا نہ صرف تیس برس تک۔ اور صدہا خلیفے روحانی اور ظاہری طور پر ہوئے۔ نہ صرف چار اور پھر ہمیشہ کے لئے خاتمہ"

(شہادۃ القرآن ص۴۷)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں ...

...... اور مِنْكُمْ کے لفظ سے یہ جتانا بھی منظور ہے کہ پہلے بھی وہی لوگ خلیفے مقرر کئے گئے تھے جو ایماندار اور نیکوکار تھے اور تم میں سے بھی ایماندار اور نیکوکار ہی مقرر کئے جائیں گے۔"

(شہادت القرآن صفحہ ۲۲-۲۳-۲۴)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ ان آیات میں اس امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ"

(شہادت القرآن ص۳۵)

پھر آپ فرماتے ہیں:-

"ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گزرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدث اور روحانی خلیفے آتے ہیں .... مجددوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی مرسل تھے اور ان کی توریت بنی اسرائیل کی تعلیم کے لئے کامل تھی ......

لیکن باوجود اس کے بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔"

پھر فرماتے ہیں:-

"چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا۔ جن کے آنے پر اب تک بائیبل شہادت دے رہی ہے۔"

(شہادۃ القرآن طبع اوّل ص۹۱ تا ص۹۲)

پھر اس مماثلت تامہ کے ذکر میں آپ فرماتے ہیں:-

"خدا نے تم میں سے بعض نیکوکار ایمان داروں کے لئے یہ وعدہ ٹھہرا رکھا ہے کہ وہ انہیں زمین پر اپنے رسول مقبول کے خلیفے کرے گا۔ انہیں کی مانند جو پہلے کرتا رہا ہے۔

.... یہ تو ظاہری طور پر بشارت ہے مگر جیسا کہ آیات قرآنیہ میں عادت اللہ جاری ہے اس کے نیچے ایک باطنی معنی بھی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ باطنی طور پر ان آیات میں خلافت روحانی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب محبت الٰہیہ دلوں سے اٹھ جائے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ مُدبہ دنیا ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا۔ کہ جن کے ہاتھوں پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو۔ اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہو تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر عود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے اس کی حالت میں آ جائیں۔"

(براہین احمدیہ طبع اوّل ص۲۴۵۔ ص۲۳۶ حاشیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

كَمَا کی تفسیر

کرتے ہوئے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں جس قسم کے جس رنگ کے جس زمانہ تک۔ جن وقتوں کی تجدید کے ساتھ خلفاء پیدا ہوتے رہے

بالکل اسی طرح امّتِ محمدیہ میں پیدا ہوں گے۔ امّتِ موسویہ کے خلفاء کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں ایک وہ سلسلۂ خلافت جو چودہ خلفاء پر مشتمل ہے جن کے پہلے اور اپنی امّت میں بڑے خلیفہ اور مجدّد حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اور جن کے چودھویں اور سب سے آخری خلیفہ اور مجدّد حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امّتِ محمدیہ میں بھی اسی قسم کی خلافت اور تجدیدِ دین جاری رہی ہے۔ یعنی اس نقطۂ نگاہ سے ایک ایسا سلسلہ امّتِ محمدیہ میں پیدا ہوا جس سلسلۂ تجدیدِ دین کے مجدّدِ اعظم جنہیں خلافتِ عظمیٰ حاصل تھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ کے بعد پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ تھے اور حضرت ابوبکرؓ کو ایک کامل مشابہت حضرت یوشع بن نون سے تھی۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پہلے خلیفہ ان تیرہ خلفاء کے سلسلہ میں پیدا ہوئے اور آپ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مشابہت پر بحث کی ہے جو حضرت ابوبکرؓ کی حضرت یوشع بن نون کے ساتھ تھی۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ آخر میں میں ہوں اور میری مشابہت کاملہ حضرت مسیح ناصری سے ہے۔ اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جب ایک سلسلہ لمبے عرصہ پر ممتد ہو (چودہ سو سال پر) تو ہر ایک کڑی کو لے کر تفصیلی بحث کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں کیونکہ تاریخ نے ان واقعات کی تفصیل کو محفوظ نہیں رکھا لیکن

خدا کی حکمتِ کاملہ

نے پہلی کڑی کی تاریخی تفصیلات کو محفوظ رکھا اور آخری کڑی کی تاریخی تفصیلات کو بھی محفوظ رکھا۔ یعنی یوشع بن نون کے متعلق بھی ہمیں تفصیلی حالات معلوم ہیں اور حضرت مسیحؑ ناصری کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی تفصیلی حالات ہمیں معلوم ہیں جو آپؑ کے صحابہ اب بھی زندہ ہیں انہوں نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو دیکھا اور جو اُن کے بعد آنے والی نسل ہے ان کے سامنے بار بار یہ تفصیل آتی ہے اور اس تفصیل کو جاننے والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کن رنگوں میں اور کس طریق پر

ایک کامل مشابہت حضرت مسیح علیہ السلام سے

رکھتے ہیں۔ وہی حالات آپؑ کی زندگی پر گزرے جو حالات حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی پر گزرے۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ اور آپؑ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلۂ خلافت اور اس سلسلۂ مجدّدین کا میں آخری خلیفہ ہوں۔ سب سے آخر پر آنے والا۔ میرے بعد اس سلسلہ میں کوئی مجدّد پیدا نہیں ہوگا۔ بشمولیت ہمارے مجدّدِ اعظم اس سلسلہ کے خلفاء چودہ تھے اور چودہ کا عدد میں نے پورا کر دیا۔ اور آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ جس طرح وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جس طرح حضرت مسیح ناصری تک تیرہ خلفاء پیدا ہوئے جن میں سے پہلے بارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے تھے اور تیرھواں بے باپ پیدا ہونے کی وجہ سے آپ کی قوم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ان کے باپ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھے اسی طرح امّتِ محمدیہ کے تیرہ خلفاء میں سے پہلے بارہ اسی مشابہت کَمَا کی وجہ سے قریش میں سے ہوئے اور ضروری تھا کہ تیرھواں قریش میں سے نہ ہوتا ورنہ مماثلت قائم نہ رہتی اور وہ میں ہوں موعود مسیحیت کا دعویٰ کرنے والا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ کے آخر میں خود کو قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے حوالے ہیں یہاں چند کو میں نے منتخب کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"ایسا ہی سلسلۂ محمدیہ کی خلافت کا آخری خلیفہ جو مسیح موعود سے موسوم ہے سلسلۂ موسویہ کے آخری خلیفہ سے جو حضرت عیسیٰ بن مریم ہے مشابہت رکھے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۲ طبع اوّل روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۱)

پھر آپؑ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:۔

"اس سلسلۂ مساوات سے لازم آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے مسیح موعود سے جو شریعتِ اسلامیہ کا آخری خلیفہ ہے مشابہت رکھتے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۲ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حسبِ وعدہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ آخری خلیفہ اس امّت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں آئے گا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۰۲)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں:۔

"اور مماثلت کی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلۂ خلافتِ محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۵ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۳)

پھر آپؑ حضرت موسیٰؑ کی شریعت اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل شریعت جو قرآن کریم کی شکل میں ظاہر ہوئی پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ایک شریعتِ موسویہ دوسری شریعتِ محمدیہ اور ان دونوں سلسلوں میں تیرہ تیرہ خلیفے مقرر کئے ہیں۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۲)

پس اس واسطے

آخری خلیفہ کے ہم کوئی اور معنی نہیں کر سکتے!

سوائے اس کے جو اس کے ظاہری معنی ہیں کیونکہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس سلسلہ میں صرف تیرہ خلیفے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس سلسلہ میں صرف تیرہ خلیفے ہیں اور میں آخری ہوں تو معلوم ہوا کہ اس آخری کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے اور اس سلسلۂ خلافت میں کسی اور کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب میں کچھ حوالے اس ضمن میں اور پڑھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:۔

"جس آیت میں دونوں سلسلوں یعنی سلسلۂ خلافتِ موسویہ اور سلسلۂ خلافتِ محمدیہ میں مماثلت ثابت ہے یعنی جس سے قطعی اور یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ سلسلۂ نبوتِ محمدیہ کے خلیفے سلسلۂ نبوتِ موسویہ کے مشابہ و مماثل ہیں۔ وہ آیت یہ ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ...... تو ہمیں ماننا پڑتا ہے جو ان دونوں سلسلوں کے خلیفوں میں مماثلت ضروری ہے اور مماثلت کی پہلی بنیاد ڈالنے والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے اور مماثلت کا آخری نمونہ ظاہر کرنے والا وہ مسیح خاتم خلفاء محمدیہ ہے جو سلسلۂ خلافتِ محمدیہ کا سب سے آخری خلیفہ ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۵۶ - صفحہ ۵۷)

پھر آپؑ فرماتے ہیں (یہ بھی اسی کی وضاحت ہے):۔

"اور پھر خدا نے محمدی سلسلہ کے خلیفوں کو موسوی سلسلہ کے خلیفوں سے مشابہت دے کر صاف طور پر سمجھا دیا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی ایک مسیح ہے اور درمیان میں باراں خلیفے ہیں تا موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس جگہ بھی چوداں کا عدد پورا ہو۔"

(یعنی بشمولیت حضرت موسیٰؑ اور رسول اکرم مجدّدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم)

(تحفہ گولڑویہ طبع اوّل صفحہ ۱۲۳)

پس اس سلسلۂ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

چودہویں خلیفہ کی کوئی گنجائش نہیں

اگر آپؑ کو شامل کیا جائے تو پندرہویں خلیفہ کی اس سلسلۂ خلافت میں کوئی گنجائش نہیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اور جس حالت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰؑ ٹھہرے اور نیز سلسلۂ خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ سلسلۂ موسیٰ علیہ السلام قرار پایا جیسا کہ نصِ صریح اس پر دلالت کرتی ہے پس واجب ہوا کہ سلسلۂ محمدیہ ایک ایسے خلیفہ پر ختم ہو کہ وہ مثیلِ عیسیٰ علیہ السلام ہو وے۔ جیسا کہ سلسلۂ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوا تا کہ یہ دونوں سلسلے باہم مطابق ہو جائیں اور تا کہ وعدۂ مماثلت اس سلسلہ کے خلیفوں کا پورا ہو جائے جیسا کہ کَمَا کے لفظ سے ظاہر ہے جو آیت میں موجود ہے۔"

(ترجمہ خطبۂ الہامیہ طبع اوّل صفحہ ۵۱ - ۵۲ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۹۱ - صفحہ ۹۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:۔

"اور پھر ماسوا اس کے سورۃ مرسلات میں ایک آیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قربِ قیامت کی ایک بھاری علامت یہ ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جس سے رسولوں کی حد بست ہو جائے (یہاں آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہاں رسولوں سے مراد اس سلسلہ کے خلفاء ہیں جن کا میں ذکر کر رہا ہوں جو مجدّدِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ ہیں جن میں سے

پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جن کے آخر میں اور چودھویں اور آخری اور چودہ کے عدد کو پورا کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔)

آپ فرماتے ہیں:۔

"یعنی سلسلۂ استخلاف محمدیہ کا آخری خلیفہ جس کا نام مسیح موعود اور مہدی موعود ہے ظاہر ہو جائے اور وہ آیت یہ ہے وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ یعنی وہ آخری زمانہ جس سے رسولوں کے عدد کی تعیین ہو جائے گی۔ یعنی آخری خلیفہ کے ظہور سے قضاء و قدر کا اندازہ جو مرسلین کی تعداد کی نسبت مخفی تھا ظہور میں آجائے گا......... اور اس جگہ خلفائے سلسلۂ محمدیہ کی تعیین مطلوب ہے......... گویا یوں فرمایا ہے وَ اِذَا الْخُلَفَاءُ بُیِّنَ تَعْدَادُھُمْ وَحُدِّدَ عَدَدُھُمْ بِخَلِیْفَۃٍ ھُوَ اٰخِرُ الْخُلَفَاءِ الَّذِیْ ھُوَ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ فَاِنَّ اٰخِرَ کُلِّ شَیْءٍ یُعَیِّنُ مِقْدَارَ ذٰلِکَ الشَّیْءِ وَتَعْدَادَہٗ فَھٰذَا ھُوَ الْمَعْنٰی وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۱ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۲۴۴ - ۲۴۵)

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ مِنِّیْ وَعَلٰی عَھْدِیْ"

(خطبہ الہامیہ طبع اول صفحہ ۳۵)

میرے بعد کوئی ایسا ولی اور مقرب اور مجدد دین اور خلیفہ پیدا نہیں ہوگا جو مجھے چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کر سکے۔ اور مجھ سے علیحدہ بھی رہے اور مقام مجددیت حاصل کر سکے۔ کیونکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے مطابق امت محمدیہ کے آخری خلیفہ کی حیثیت سے آیا ہوں۔

ہم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مجددین کی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ایک خصوصیت نمایاں طور پر سب میں موجود ہے جو یہ ہے کہ کسی مجدد نے کسی پہلے مجدد سے اس رنگ میں فیض حاصل نہیں کیا کہ اس نے دعویٰ کیا ہو کہ فلاں مجدد کے فیض اور برکت سے میں نے اس مقام اطاعت رسول اور فنا فی الرسول کو حاصل کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ایسا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ آپ کے فیض سے کوئی باہر نہیں رہ سکتا۔ جو شخص کسی قسم کی روحانی برتری کو حاصل کرے گا یا کسی روحانی مقام یا قرب کے مقام کے مقام کو پائیگا یا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی محبت کو حاصل کرے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرے۔

جو ذکرِ حق کے خوگر تھے وہ کاشانے سلامت ہیں

بحمد اللہ کہ ہم رندوں کے میخانے سلامت ہیں
وہ ساقی اب بھی زندہ ہے وہ پیمانے سلامت ہیں

سرِ محفل جو بٹتی تھی وہ صہبا اب بھی بٹتی ہے
شبِ آخر جو پیتے تھے وہ مستانے سلامت ہیں

جو بجھ کر بجھ نہیں سکتیں وہ شمعیں اب بھی روشن ہیں
جو مر کر مر نہیں سکتے وہ پروانے سلامت ہیں

شرارے ہیں تو بکھراؤ، سلاسل ہیں تو چھنکاؤ
وہ عاشق اب بھی حاضر ہیں وہ دیوانے سلامت ہیں

جو اپنے خوں سے لکھتے تھے محمدؐ کے غلاموں نے
مسیحِ وقت کے دم سے وہ افسانے سلامت ہیں

جو رُوئے حق پہ شیدا تھے وہ گھر آباد ہیں اب بھی
جو ذکرِ حق کے خوگر تھے وہ کاشانے سلامت ہیں

ہمیں احساس کیا ہوتا میسر تشنہ کامی کا
جو ان آنکھوں سے اُترے تھے وہ میخانے سلامت ہیں

(مبشر احمد راجیکی)

حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ کو صدمہ

آپ کے بڑے بھائی محترم ملک محمد عبد اللہ صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

قادیان ۱۹ مئی۔ یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سُنی جائے گی کہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے بڑے بھائی حضرت ملک محمد عبد اللہ صاحب پاکستان میں وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی صحابہ میں سے تھے۔ نہایت نیک متقی اور پارسا انسان تھے۔ محکمہ ٹیلیگراف میں ملازم رہے۔ تقسیم ملک کے بعد پاکستان چلے گئے تھے۔ آپ کا اصل وطن فیض اللہ چک نزد قادیان ضلع گورداسپور تھا۔ مرحوم ملک صاحب اور حضرت مولوی صاحب اپنے بچپن میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حصول تعلیم کی غرض سے قادیان اپنے ماموں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے پاس آگئے۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر ۹۵ سال تھی۔ پسماندگان میں دو لڑکے اور ایک لڑکی ہیں۔ جو اب اپنے گھروں میں آباد ہیں۔

آج قبل دوپہر جب تار کے ذریعہ سے یہ افسوسناک خبر یہاں پہنچی۔ صدر انجمن احمدیہ کے تمام ادارے بند ہو گئے اور تمام درویشان اور خواتین نے حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب کے پاس پہنچ کر تعزیت کی۔ ادارہ بدر حضرت مولوی صاحب اور مرحوم کے تمام پسماندگان سے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقامِ قرب عطا فرمائے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

محترم سید اختر احمد صاحب اورینوی کی صحت کیلئے درخواستِ دعا

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے محترم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ گزشتہ سال اس بیماری سے کسی قدر افاقہ اللہ تعالیٰ نے بخشا تھا۔ لیکن بیماری نے پھر حملہ کیا۔ اور اب وہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جلد کامل صحت بخشے اور وہ اپنی زیر تصنیف کتاب "مقام محمود" کو مکمل کر سکیں جو وہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے سوانح اور عظیم الشان کارناموں سے متعلق لکھ رہے تھے۔

خاکسار: فیض احمد گجراتی درویش

ولادت اور درخواستِ دعا

میرے بیٹے عزیزم اکرام محمد احمدی سلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۳ اپریل سنہ ۷۵ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت عطا کرتے ہوئے نیک صالح اور دین کا خادم بنائے اور زچہ و بچہ کو جلد صحتیاب کرے۔ نومولود جناب محمد مجید صاحب سولیجہ صدر جماعت احمدیہ کانپور کا نواسہ ہے۔ اس خوشی میں اعانت بدر میں ۱۰/۲ روپے ارسال ہیں۔ خاکسارہ: والدہ اکرام محمد احمدی (اہلیہ اسرار محمد صاحب مرحوم رائھ یوپی)

خلافتِ ثالثہ کی برکات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

۹ر نومبر ۱۹۶۵ء کو جب حضرت مصلح موعودؓ کے جسم اطہر کو دفن کرنے کے لئے بہشتی مقبرہ لے جایا گیا تو جنازہ پڑھانے سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی رقت بھرے الفاظ میں فرمایا۔

"میں چاہتا ہوں کہ نمازِ جنازہ ادا کرنے سے قبل ہم سب مل کر اپنے رب رؤف کو گواہ بنا کر اس مقدس منہ کی خاطر جو چند گھڑیوں میں ہماری آنکھوں سے اوجھل ہونے والا ہے اپنے ایک عہد کی تجدید کریں اور وہ عہد یہ ہے کہ ہم دین اور دین کے مصالح کو دنیا اور اس کے سب سامانوں اور اس کی ثروت اور وجاہت پر ہر حال میں مقدم رکھیں گے اور دنیا میں دین کی سربلندی کے لئے مقدور بھر کوشش کرتے رہیں گے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد احباب جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پس اب خدا تعالیٰ نے جو یہ ذمہ داری میرے کندھوں پر ڈالی ہے اور اس کام کے لئے آپ نے مجھے منتخب کیا ہے۔ میں بہت کمزور انسان ہوں۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ دعاؤں سے میری مدد کریں۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق بخشے کہ میں اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کر سکوں اور خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ترقی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ اسلام دنیا کے تمام ادیان پر غالب آجائے۔"

اِن نیک عزائم اور پاکیزہ تمناؤں اور مقاصد کے ساتھ خلافتِ ثالثہ کا آغاز ہوا۔ اِس خلافت پر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تاہم اِس قلیل عرصہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کو ہر قسم کی برکات و ترقیات سے نوازا ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ الْجَمَاعَۃِ" کے ارشادِ نبوی کے مطابق اسی جماعت پر خدا تعالیٰ کا مبارک سایہ ہے۔ اب میں اختصار کے ساتھ خلافتِ ثالثہ کی بعض نمایاں برکات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی برکت

طالمود میں (جو یہود کی احادیث کی کتاب ہے) مسیح اور اس کے بیٹے و پوتے کے بارے میں مشہور پیشگوئی (ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات جو ایک موعود پوتے کے بارے میں ہیں۔ (ج) نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو بھی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی کہ:

"میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحہ ۳۳)

ایک دوسرے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد ایدہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ؎

میرا دل ہو گیا خوشیوں سے معمور
ہوئے ہیں آج سب رنج و الم دور
نوید راحت افزا آرہی ہے
بشارت ساتھ اپنے لا رہی ہے
مرا ناصر مرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر

یہ سب الٰہی نوشتے پورے ہوئے جو خلافتِ ثالثہ یعنی قدرتِ ثانیہ کے تیسرے ظہور کی پہلی برکت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کی باتیں پوری ہونے سے ایمان بڑھتا ہے، زندہ خدا پر زندہ ایمان حاصل ہوتا ہے۔

دوسری برکت

خلافتِ ثالثہ کی دوسری برکت جماعتی اتحاد ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ کے مبارک ہاتھ پر جماعت کا شیرازہ پھر مجتمع ہو گیا۔ اور جماعت حضور کی قیادت میں ہر تبلیغی و تربیتی میدان میں آگے سے آگے قدم بڑھا رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر میدان میں اور ہر تحریک میں غیر معمولی طور پر آپ کی تائید و نصرت فرما کر کامیابی پر کامیابی عطا فرما رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

تیسری برکت

خلیفہ نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ وہ انہی مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے جو نبی کا کام ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے مخالفین کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ اور مذاہبِ باطلہ کو چیلنج پر چیلنج دئے مگر کسی کو ان روحانی مقابلوں کے لئے آپؑ کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ ہوئی فرمایا ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ اِن تمام دعوت ہائے مقابلہ کی تجدید فرما چکے ہیں کہ جو دعوتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر مذاہب کے لیڈروں کو دیں میں اُن کو قائم کرتا ہوں۔ اور اُن کی ذمہ داری اٹھاتا ہوں۔

چوتھی برکت قبولیتِ دُعا کا نشان

اللہ تعالیٰ کا نبی خالق و مخلوق میں درمیانی واسطہ ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے مخلوق کا اپنے خالق سے رُوحانی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دُعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ (یہ) نشان ہیں کوئی دوسرا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہی بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت میں پیش فرمائی اس کے عہد میں قرآنی ارشاد "وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ" کا ثبوت روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر متمکن فرماتا ہے تو اُس خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۂ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پہلی دُعا یہی کی کہ اے اللہ! مجھے قبولیتِ دعاؤں کا نشان دے۔ صدہا دعاؤں کی قبولیت اس دُعا کے مقبولِ الٰہی ہونے پر شاہد ہے۔

(ب)۔ اسی ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ایک اہم برکت ابتدائی ایامِ خلافت میں اِن درد بھرے الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ:۔

"خلیفہ جماعت کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ کیا تم میں اور اُن میں جنہوں نے خلافت سے رُوگردانی کی ہے۔ کوئی فرق ہے؟ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا۔ تمہاری محبت رکھنے والا۔ تمہارے دُکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا۔ تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا۔ تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے مگر اُن کے لئے نہیں۔ تمہارا اُسے فکر ہے۔ درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا ہے لیکن اُن کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔"

(برکاتِ خلافت صفحہ ۵)

پانچویں برکت، تعلیم القرآن کی تحریک کا اجراء

حضرت خلیفۂ ثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے عہدِ خلافت میں یہ اقرار فرمایا تھا کہ "میں قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا" چنانچہ اس عہدِ خلافت کی تکمیل کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "تعلیم القرآن" کی تحریک جاری فرمائی حضور نے ۴ر فروری ۱۹۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کے فضائل و محاسن اور اس کے فیوض و برکات کا ذکر کرتے ہوئے احبابِ جماعت کو توجہ دلائی کہ:۔

"پس تم اپنی جانوں پر رحم کرو اپنی نسلوں پر رحم کرو۔ اپنے خاندانوں پر رحم کرو۔ اور پھر اپنے گھروں پر رحم کرو۔ جن میں تم سکونت پذیر ہو۔ کیونکہ قرآن کریم کے بغیر آپ کے گھر بے برکت رہیں گے ہر احمدی کا گھرانہ ایسا ہونا چاہیئے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ قرآن کریم پڑھ سکتا ہے، صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔..... کوشش کریں کہ ہر جماعت چاہے وہ شہری ہو یا دیہاتی ایک سال کے اندر اندر اس کام کا بیشتر حصہ تکمیل تک پہنچا دے۔ اور دو یا تین سال تک ہمیں یہ نظارہ نظر آئے کہ کوئی احمدی ایسا نہ رہے جو قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھ سکتا ہو۔ اور کثرت سے ایسے احمدی ہوں جو قرآن کریم کا ترجمہ بھی جانتے ہوں۔ جب تک ہم اس میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس وقت تک نہ ہمیں کوئی دنیوی ترقی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ روحانی لحاظ سے ہم سُرخرو ہو سکتے ہیں۔"

چنانچہ حضور کی اسی تحریک

پر احباب جماعت نے لبیک کہا۔ اور تمام احمدی جماعتوں اور گھرانوں میں قرآن مجید پڑھنے۔ سیکھنے اور سکھانے کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے انوار و برکات سے ہمارے گھروں کو بھر دے آمین۔

چھٹی برکت، وقفِ عارضی کی تحریک

جماعتوں کی تربیت اور رُوحانی بیداری کا سامان پیدا کرنے کے لئے حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ نے ایک اور بابرکت آسمانی تحریک کا آغاز فرمایا۔ جس کو وقفِ عارضی کی تحریک کہتے ہیں۔ چنانچہ حضور ۱۸ر مارچ ۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"جہاں احباب جماعت مالی قربانیوں میں دن بدن آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ وہاں انہیں اپنے اوقات کی قربانی کی طرف بھی زیادہ متوجہ ہونا چاہئیے ...... اور اس کے لئے مَیں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے سال میں دو ہفتہ سے چھ ہفتہ تک کا عرصہ دین کی خدمت کے لئے وقف کریں۔ اور انہیں جماعت کے مختلف کاموں کے لئے جس جس جگہ بھجوایا جائے وہاں وہ اپنے خرچ پر جائیں۔ اور ان کے لئے وقف شدہ عرصہ میں سے جس قدر عرصہ انہیں وہاں پر رکھا جائے اپنے خرچ پر رہیں۔ اور جو کام انکے سپرد کیا جائے اُسے بجا لانے کی پوری کوشش کریں۔"

ساتویں برکت تحریک وقفِ جدید کے کاموں اور اخراجات کے مقابلہ پر آمد کی کمی کو دیکھتے ہوئے حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ نے اطفال الاحمدیہ سے تحریک کی:۔

"مَیں آج احمدی بچوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو اپیل کرتا ہوں کہ اُے خدا اور اُس کے رسول کے بچو! اٹھو اور آگے بڑھو۔ تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں رخنہ پڑ گیا ہے۔ اُسے پُر کرو اور اس کمزوری کو دُور کرو۔ جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے۔"

(الفضل ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۶ء)

چنانچہ اطفال الاحمدیہ اپنے محبوب امام ورآقا کی اس تحریک میں خوب جوش اور جذبہ سے حصہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ اُن کے پیارے امام نے اُن کے لئے خدائی برکتوں کے حصول کا ایک دروازہ کھول دیا

ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

آٹھویں برکت حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۵ر اگست ۱۹۶۶ء میں اعلان فرمایا:۔

"اِس سلسلے میں آج موصی صاحبان کی تنظیم کا خدا کے نام کے ساتھ اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے اجراء کرتا ہوں۔ تمام ایسی جماعتوں میں جہاں موصی صاحبان پائے جاتے ہیں ان کی ایک مجلس قائم ہونی چاہئیے یہ مجلس باہمی مشورہ کے ساتھ اپنے صدر کا انتخاب کرے۔ منتخب صدر جماعتی نظام میں سیکرٹری وصایا ہو گا۔"

(الفضل ۱۰ر اگست ۱۹۶۶ء)

اِس سیکرٹری وصایا کا کام دوسرے غیر موصی صاحبان کو تحریک کر کے وصیت کروانے کے علاوہ جماعت میں علوم قرآنی کی ترویج و اشاعت بھی ہے۔ کیونکہ وصیت کی ایک اہم غرض اشاعت دین ہے۔

نویں برکت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے جماعت پر بے شمار احسانات ہیں۔ حضور ہی کے عہدِ خلافت میں غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا شاندار کام شروع ہوا۔ جس کے خوشکن نتائج آج دنیا کے سامنے ہیں۔ نومبر ۱۹۶۵ء میں حضرت مصلح موعودؓ کا وصال ہو گیا۔ تو حضور کی جاری کردہ تحریکات کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے "فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ" کا قیام عمل میں آیا۔ گویا یہ فنڈ حضور مصلح موعودؓ کی پیاری یادگار ہے۔ اِس فنڈ میں احباب جماعت سے ۲۵ لاکھ جمع کرنے کی تحریک کی گئی تھی جماعت نے بڑے خلوص اور محبت کے ساتھ اس پر لبیک کہتے ہوئے ۳۴ لاکھ تک اس فنڈ کو پہنچا دینے کا عملی ثبوت دے دیا۔

اس فنڈ کے قیام کی دو اہم غرضیں ہیں:۔

اوّل:۔ دنیا میں تبلیغ اسلام کا نظام وسیع سے وسیع تر کرنے کے لئے مبشرین و مبلغین تیار کئے جائیں گے اور بیرونی مشنوں کی تبلیغی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔

دوسرا:۔ بعض اعلیٰ دماغ کے نوجوان ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اُن کی صحیح تعلیم و تربیت میں مدد دی جائے۔ تو وہ دنیا کے چوٹی کے دماغوں میں شمار ہو سکتے ہیں۔ تو ایسے نوجوانوں کی قابلیتوں کو اُجاگر کرنے کے لئے انکی اِس فنڈ میں سے اِمداد کی جائیگی۔

دسویں برکت، اہل یورپ کو انذار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایّدہُ اللہ تعالیٰ کو سفرِ یورپ پر جانے کا موقع ملا۔ خدا تعالیٰ نے اس سفر کو ہر لحاظ سے برکتوں سے بھر دیا۔ حضور نے اِس سفر پر روانہ ہونے سے قبل ۲۴ر جون ۱۹۶۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:۔

"خدا جانتا ہے کہ سیر و سیاحت کی کوئی خواہش دل میں نہیں۔ نہ کوئی اور ذاتی غرض اس سے متعلق ہے۔ دِل میں صرف ایک ہی تڑپ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے رب کی عظمت اور جلال کو یہ قومیں بھی پہچاننے لگیں جو سینکڑوں سال سے کفر اور شرک کے اندھیروں میں بھٹکتی پھر رہی ہیں اور انسانیت کے محسنِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اِن کے دلوں میں قائم ہو جائے۔ تاکہ وہ ابدی حیات کے وارث ہونے والے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ تا اُن کی بدبختی دُور ہو جائے۔"

چنانچہ اس مبارک تبلیغی و تربیتی سفر پر حضور ایّدہُ اللہ تعالیٰ ۶ر جولائی ۱۹۶۶ء کو ربوہ سے روانہ ہوئے۔ ۲۱ر جولائی ۶۶ء کو کوپن ہیگن ڈنمارک میں مسجد "نصرت جہاں" کا افتتاح فرمایا۔ اور مختلف ممالک دورہ فرماتے ہوئے مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۶۶ء کو بخیریت اور کامیاب و بامراد ہو کر ربوہ واپس پہنچ گئے۔

اِس سفر کے دَوران میں حضور نے جرمنی سوئٹزرلینڈ۔ ہالینڈ۔ ڈنمارک اور انگلینڈ کے احمدی مشنوں کا معائنہ فرمایا۔ اِسلام کے متعلق لیکچرز دئے۔ پریس کانفرنسوں کو خطاب فرمایا۔ ٹیلیویژن والوں کو انٹرویوز دئے۔ اس طرح بڑے ہی مؤثر طریق پر جماعتِ احمدیہ کا پیغام اکنافِ عالم تک پہنچ گیا۔ ٹیلیویژن اور ریڈیو پر اعلانات ہوتے رہے۔ ہر ملک کے اخبارات میں حضور انور کی مسحور کن رُوحانی شخصیت اور جماعت کے بارے میں اچھے اچھے نوٹ اور مضامین شائع ہوئے۔ گویا ہمارے آقا نے مادیت کی تاریکی میں جو شمع روشن کی اُس کی کرنوں کو خدا تعالیٰ نے زمین کی وسعتوں تک پہنچا دیا۔

ایک اِنذار اِسی سفر کے دَوران میں مورخہ ۱۱ر اگست ۶۶ء کو حضور نے لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے اہلِ یورپ کو انذار فرمایا کہ:۔

"دنیا میں تباہی کی آگ بھڑک رہی ہے آؤ اور محمد رسول اللہ صلعم کے ٹھنڈے سایہ تلے پناہ لے کر اِس آگ سے محفوظ ہو جاؤ۔ آج دُنیا کے پردہ میں صرف اسلام ہی ہر لحاظ سے کامل اور اکمل اور زندہ مذہب ہے۔ اس کی پیروی سے آج بھی زندہ نشانات اور آسمانی بشارات کا ذاتی طور پر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔"

نیز فرمایا:۔

"میرے سفرِ یورپ کا مقصد اہل یورپ کو یہ پیغام دینا ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اپنے تئیں تباہی سے بچا لیں۔"

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ۔

اگرچہ یہ موضوع خاصہ طویل ہے مگر اختصار کے پیشِ نظر اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ایک بصیرت افروز ارشاد

"یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے .... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان لاتا ہوں۔ خُدا کے حضور اُس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اِس زمانہ میں اِسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حق دار نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل ۱۵ر نومبر ۱۹۴۶ء)

اسلام میں خلافتِ حقّہ کا نظام

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

خداتعالےٰ نے آیتِ استخلاف کے ذریعہ اُن حقیقی مسلمانوں سے جو کامل الایمان والے اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں، یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ان میں اسی طرح نظامِ خلافت کو قائم فرمائے گا جس طرح اُن سے پہلی امتوں میں قائم فرمایا تھا امتِ محمدیہ سے قبل خداتعالےٰ نے امتِ موسویہ میں خلافت کا نظام قائم فرمایا تھا۔ خداتعالےٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ قرار دیا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے چودہ سو سال بعد اُن کی شریعت میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا۔ اسی طرح حضرت محمد صلعم کے چودہ سو سال بعد آپ ہی کی شریعت میں آپ خلیفہ علیٰ منہاج نبوت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح رنگ میں یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ میری امت کس طرح تباہ ہو سکتی ہے کہ جس کے اوّل میں میں آیا ہوا ہوں اور جس کے آخر میں امام مہدی مبعوث ہوں گے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور امام مہدی علیہ السلام کے درمیانی زمانہ کے بارے میں بھی وضاحت کے ساتھ پیشگوئی فرمائی ہے کہ "میرے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہوگا۔ اس کے بعد سخت گیر حکومتیں ہوں گی۔ پھر جبری حکمرانوں کا دور دورہ ہوگا۔ اور اس کے بعد پھر از سرِ نو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔"

مذکورہ پیشگوئیوں کے مطابق عین وقت پر خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر آیتِ استخلاف میں کئے گئے وعدہ کا ایفا فرمایا۔

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو جب آپ کا وصال ہوا تو دوسرے ہی دن خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام عمل میں آیا اور اُس وقت سے لے کر آج تک یہ خلافت حقہ اسلامیہ اپنے تمام عظیم مقاصد کی تکمیل کرتے ہوئے مختلف مخالفتوں اور گوناگوں ابتلاؤں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اور اپنی شعاعیں اکناف عالم میں پھیلاتے ہوئے نہایت کامیابی سے جاری و ساری ہے۔

نیز خداتعالیٰ نے اس خلافت کے ذریعہ دنیا والوں کو بتایا ہے کہ صحیح مومنوں اور نیک اعمال بجالانے والوں کی جماعت دیگر فرقہ ہائے اسلام میں صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔

مذکورہ خلافت کے مقابل بڑے فتنے آئے۔ ان فتنوں میں مسلمانوں کے حکمران، حکومتیں اور ان کی تنظیمیں ملوث ہوتی رہیں اور ان مخالفانہ سرگرمیوں اور فتنوں کو ہوا دینے کے لئے مسلمانوں کی حکومتوں اور تنظیموں کی طرف سے پانی کی طرح روپے بہا دیئے۔ لیکن یہ تمام کوششیں اور کاوشیں ناکام و نامراد ہوتی رہیں۔ یہ ایک بہت بڑی اور لمبی داستان ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ ترکی سلطان کو خلیفۃ المسلمین بنانے کے لئے تحریک خلافت کے نام سے ایک مہم شروع کی گئی تھی۔ ہندوستان میں بھی اس کا بہت زور و شور ہوا تھا۔ یہاں کی سرگرمیاں کی قیادت مولانا محمد علی شوکت علی برادران اور مہاتما گاندھی جی جیسے سرکردہ سیاسی لیڈروں نے کی تھی۔ لیکن یہ تحریک بالکل ناکام و نامراد ہوئی۔

۱۹۵۲ء میں شاہ مصر فاروق کو خلیفۃ المسلمین بننے اور اس طرح امیرالمومنین کہلانے کی بڑی خواہش پیدا ہوئی۔ اس بدکردار اور بدنام زمانہ بادشاہ نے اپنے اس ارادے کو بروئے کار لانے کے لئے سب سے پہلا اقدام یہ کیا تھا کہ اپنے مفتی اعظم علامہ محمد مخلوف کے ذریعہ احمدیوں کے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا اس طرح خداتعالےٰ کی طرف سے قائم شدہ خلافت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔

لیکن دوسرے ہی سال انہیں اپنی حکومت، بادشاہت حتیٰ کہ گھر بار سب کچھ چھوڑ کر نہایت ذلت اور بدنامی کے ساتھ ملک بدر کر دیا گیا۔ بالآخر پارلیس کے ایک ہوٹل میں وفات پاگئے۔

۱۹۷۴ء میں جب پاکستان میں مسلم حکمرانوں کی عالمی کانفرنس منعقد ہوئی تو اس وقت یوگنڈا کے صدر عیدی امین اور بعض سرکردہ لیڈروں نے شاہ فیصل کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ خلیفۃ المسلمین بن جائیں اور اسی طرح امیرالمومنین کے لقب کو قبول کریں۔ بظاہر انہوں نے اس پیشکش کو مسترد کیا تھا لیکن بعد کے حالات نے یہ ثابت کیا کہ وہ اس خواہش کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے وہ کوشاں بھی ہے۔

چنانچہ بمبئی کے ایک مشہور انگریزی اخبار Times of India نے اپنی ۳ جون کی اشاعت میں صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ شاہ فیصل نے حکومت ترکی کو سستے داموں پر تیل دینے کے عوض آنحضرت صلعم کے اُن تبرکات کو جو استنبول میوزیم میں ہیں کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔ تاکہ وہ اپنی خلافت کا اعلان کر سکیں۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ کے جسمانی اور روحانی جانشین (خلیفہ) اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ اس سے یہ امر تو واضح طور پر سامنے آجاتا ہے کہ عالم اسلام کے نزدیک نظامِ خلافت کا قیام اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اور یہی دائمی حقیقت ہے جس کی طرف آیۂ استخلاف رہنمائی کرتی ہے۔

خداتعالیٰ نے خلافت کی دو عظیم برکتیں تمکینِ دین اور خوف کا امن میں تبدیل ہونا قرار دیا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں برکتیں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اپنی پوری شان و شوکت اور طمطراق کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں۔

آج جماعت احمدیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں جو تبلیغی سرگرمیاں نہایت کامیابی سے جاری ہیں ان کے ذکر کی تو یہاں ضرورت نہیں لیکن تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ تبلیغِ اسلام کے یہ وسیع تر منصوبے نظامِ خلافت کی برکت سے ہی بروئے کار آئے ہیں۔ جماعت کی اسی عالمگیر غلبہ اور ترقی کو دیکھ کر ہی مخالفوں کے سینوں پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ اور وہ احمدیوں پر مصائب کے پہاڑ توڑتے رہے تھے! احساس کمتری میں مبتلا ملّاؤں اور علماء نے اپنی ان مخالفانہ سرگرمیوں کو ناکام و نامراد دیکھ کر ہی بالآخر صدر پاکستان مسٹر بھٹو کے پاؤں پکڑے تھے اور اپنی ناپاک ڈاڑھیوں سے بھٹو کے بوٹ تک پالش کر دینے کی پیشکش کی تھی۔ تاکہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے ہوئے ظلم و ستم کی اجازت دی جائے۔

جماعتِ احمدیہ کی پشت پر عظیم خدائی طاقت اور خلافت احمدیہ کی عظیم برکت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہے کہ اس جماعت نے دنیا کے کناروں تک اسلام کے قدم مضبوطی سے جمادیئے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا میں قائم ہونے والی تمکنتِ دین کے بارے میں ہمارے مخالفوں کو بھی اعتراف ہے۔ چنانچہ مودودی اخبار "دعوت" (دہلی) لکھتا ہے:-

"ہمیں ان احمدی حضرات کو اختلاف کے باوجود داد دینی چاہئے جو مغربی و افریقی ممالک میں اپنے طور پر اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آخر یہ لوگ کرۂ مرّیخ سے وارد نہیں ہوئے۔ انہوں نے اپنے خاص نظام کے تحت اپنے نظریات و عقائد کی تربیت حاصل کی اور اپنے کردار کو پختہ بنایا۔ اور مذہب کی دولت انہوں نے پائی۔ اور اسے لے کر وہ افریقہ اور دوسرے ممالک میں پہنچے اور ایمان کے سہارے اُس کی دکانیں وہاں سجائیں جہاں اس کا نام لینا بھی دوسروں کے لئے باعث شرم ہے۔"

(بحوالہ صدق جدید لکھنؤ ۱۶ رجون ۱۹۶۱ء)

اسی طرح صدق جدید نے "قادیانیوں کا جرم اور ان پر الزام" کے زیر عنوان، اے۔ جے۔ خلیل ایڈووکیٹ بنگلور کا ایک مراسلہ شائع کیا ہے کہ:-

"میں نے صدقِ جدید مورخہ ۱۳ رنومبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۳ پر آپ کا شذرہ پڑھا۔ واقعی یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے کہ جو لوگ احمدی یا قادیانی نہیں ہیں وہ پیغامِ الٰہی کو چار دانگ عالم میں تبلیغ کرنے میں بہت کوتاہ ہیں۔ میں کوئی سولہ برس سے اس فرض فراموشی کا کفارہ ادا کرنے میں کلامِ الٰہی کا ترجمہ عالمی زبانوں میں کرنے اور اس کی طبع و اشاعت میں مصروف ہوں۔ لیکن خود میرے اوپر قادیانیت کا الزام لگا اور ثبوت میں یہی واقعہ پیش ہوا کہ یہ قرآنی تبلیغ کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ کام تو صرف قادیانی ہی کرتے بیٹھے ہیں۔"

اس مراسلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے صدق جدید لکھتا ہے:-

"مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ و اشاعتِ قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے۔ اور قابلِ رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جس کا تمغۂ امتیاز ہی خدمتِ قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع و اشاعت سمجھ لیا جائے۔"

(صدق جدید ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء)

ایک طرف جماعت احمدیہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ اس میں قائم خلافت کی برکت سے تمکین دین کا کام اکناف عالم میں ہو رہا ہے۔ دوسری طرف دیگر تمام مسلمانوں کی مجموعی حالت کا نقشہ دیکھئے جو اس برکتِ خلافت سے محروم ہیں!! ایک مخالفِ احمدیت شورش کشمیری اپنے اخبار چٹان (لاہور) میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بات فکر و نظر کے ہر اختلاف سے بالا ہے کہ مسلمانوں میں ایک انحطاط پذیر قوم کی ساری خرابیاں موجود ہیں۔"

"اگر مسلمانوں کے اس انحطاط اور زوال کی تاریخ مرتب کی جائے تو اس میں سب سے زیادہ جس گروہ کا ہاتھ نظر آئیگا وہ ہمارے مفتی ہوں گے۔ علماء ہوں گے۔ مُلّاں ہوں گے۔ ذاکر ہوں گے مجتہد ہوں گے۔ محدّث ہوں گے۔ صوفی ہوں گے۔

"حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اونچا طبقہ جنہیں اربابِ حل و عقد بھی کہتے ہیں۔ دین سے عاری ہے۔ اور ہمارا دیندار طبقہ جو منبر اور محراب کا وارث ہے علم سے خالی ہے۔ رہ گئے عوام۔ تو وہ کالانعام ہیں۔

"ان حالات میں اگر کوئی یہ سوال کرتا ہے کہ مسلمانوں کے سُدھار کی کوئی صورت بھی ہے؟ تو ہم اس کا جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں۔ کیونکہ خس و خاشاک کے انبار سے کچھ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ۔۔

مراچہ حاصلے کشت خرابے!

(چٹان لاہور ۲۸ مئی ۱۹۶۲ء)

کتنی بڑی مایوسی ہے جس کا اظہار کیا جاتا ہے!! اس مایوسی اور قنوطیت سے صرف اور صرف خلافت کے ساتھ وابستہ ہونے کے نتیجہ میں ہی چھٹکارا پایا جا سکتا ہے! خلافت کی ایک بہت بڑی برکت خدا تعالیٰ نے ہر قسم کے خوف کو امن میں تبدیل ہونا بیان فرمائی ہے۔ خلافت احمدیہ کی اب تک کی تاریخ اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات کے ساتھ اس سلسلہ کے نیست و نابود ہو جانے کی پیشگوئیاں علماء امت کی طرف سے کی جا چکی تھیں۔ اور اس کے لئے مختلف قسم کی تجویزیں بھی پیش کی جاتی رہی تھیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر تبصرہ کرنے کے بعد ایک بہت بڑے معاندِ احمدیت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے آپ کے مشن کی تباہی کے لئے ایک تجویز مسلمانوں کے سامنے یہ رکھی تھی کہ وہ لکھتے ہیں:۔

"ہم سے کوئی پوچھے تو ہم خدا لگتی کہنے کو تیار ہیں کہ مسلمانوں سے ہوسکے تو مرزا کی کل کتابیں سمندر میں نہیں کسی جلتے تنور میں جھونک دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ آئندہ کوئی مسلم یا غیر مسلم مؤرخ تاریخ ہند یا تاریخ اسلام میں اُن کا نام تک نہ لے۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ جون ۱۹۰۸ء)

ان کا یہ جواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا۔ بلکہ آپ کی تصنیفات مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر اکنافِ عالم میں پھیلتی رہیں اور ہزاروں ہزار سعید روحیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آغوشِ عافیت میں پناہ حاصل کرتی رہیں۔

اس کے بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب کا انجام کس حسرت ناک رنگ میں ہوا؟ آپ کی تاریخ لکھنے والے لکھتے ہیں:۔

"بلوائیوں نے .... آپ کا وہ عزیز ترین کتب خانہ جس میں ہزارہا روپے کی نایاب و قیمتی کتابیں تھیں اور جن کو آپ نے بڑی جانفشانی سے جمع کیا اور خریدا تھا جلا کر خاک کر دیا۔ کتابوں کے جلنے کا صدمہ مولانا کو اکلوتے فرزند کی شہادت سے کم نہ تھا۔ یہ کتابیں حضرت کی سرمایۂ زندگی تھیں۔ اور اُن میں بعض تو اس قدر نایاب تھیں کہ ان کا ملنا ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا تھا۔ یہ صدمہ جانکاہ آپ کو آخری دم تک رہا اور حقیقت میں آپ کی ناگہانی موت کا سبب یہ دو ہی صدمے تھے۔ ایک فرزند کی اچانک شہادت دوسرے بیش قیمت کتب کی سوختگی! چنانچہ یہ دونوں صدمے تھوڑے عرصہ میں آپ کی جان لے کر رہے۔"

(سیرت ثنائی مصنفہ مولوی عبدالمجید سوہدروی صفحہ ۳۸۹ و صفحہ ۳۹۰)

گویا مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب کو جلا ڈال کر آپ کے مشن کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اُن ہی کی تمام کتب کو خاکستر بنا کر اُن کی موت کا باعث بنا دیا!

۱۹۳۴ء میں مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں مجلس احرار نے جماعت احمدیہ کے خلاف بھیانک فتنہ برپا کیا۔ اور سارے ہندوستان سے احمدیت کو نیست و نابود کرنے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے بڑی تحدّی سے کہا تھا کہ

"مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا جس سے اب سابقہ ہوا ہے یہ مجلس احرار ہے۔ اس نے تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے!"

"مرزائیت کے مقابلہ کے لئے بہت سے لوگ اٹھے۔ لیکن خدا کو یہی منظور تھا کہ وہ میرے ہاتھوں سے تباہ ہو۔"

(سوانح حیات سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ ۱۳۹ و صفحہ ۱۴۰)

ایک مشہور احراری لیڈر چوہدری افضل حق صاحب نے ایک کانفرنس کو مخاطب کرکے یہ پیشگوئی کی تھی ...

"ہمیں خدا کی مہربانی پر بھروسہ ہے کہ احرار کا وسیع نظام باوجود مالی مشکلات کے دس برس کے اندر اندر اس فتنہ کو ختم کر کے چھوڑیگا۔"

(خطبات احرار صفحہ ۲۷)

اب دیکھئے! ان دونوں کی پیشگوئیاں کہاں تک سچی نکلیں۔ عطاء اللہ بخاری صاحب اپنی عمر کے آخری ایام میں فالج زدہ اور قوتِ گویائی ختم ہو کر نہایت ناکام و نامراد اور بے نیل و مرام ہو کر اس دنیا سے گزر گئے۔ ایک مشہور احراری لیڈر جناب چوہدری افضل حق صاحب نے جماعت کی تباہی کے لئے ۱۹۴۹ء تک کی میعاد مقرر کی تھی۔ اسی میعاد کے اندر اندر جماعت احمدیہ نے نہ صرف عظیم الشان اور عالمگیر ترقی حاصل کی تھی بلکہ ایک عظیم الشان روحانی مرکز ربوہ کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ چوہدری افضل حق صاحب بھی ناکامی و نامرادی سے اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اور ۱۹۳۴ء کے احراری فتنہ کے بعد ہی جماعت احمدیہ نے تحریک جدید کے نام سے اپنی عالمگیر تبلیغی سرگرمیوں میں وسعت پیدا کی تھی۔

اس کے بالمقابل احراری جماعت کا انجام بھی ذرا ملاحظہ ہو۔ خود بخاری صاحب فرماتے ہیں:۔

حقیقۃً احراری اپنی تمام تر صلاحیتوں اور عظیم قربانیوں کے باوجود بدقسمت تھے۔ ان کی مثال بدقسمت قوم کی سی ہے کہ جاں نثاری کے باوجود ہر معرکہ میں ہاراں کا نوشتہ ہے۔

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری مؤلفہ شورش کشمیری صفحہ ۱۴۳)

"جانوروں کی طرح بے شعور محنت کر کے جینا اور کیڑوں کی طرح مرنا ہماری بےعمل زندگی کا عنوان ہے۔ باسی کڑی کے ابال کی طرح ہم اٹھتے ہیں اور پیشاب کی جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔"

(تاریخ احرار صفحہ ۱۵۲ طبع دوم)

جی ہاں! جماعت احمدیہ کے خلاف اٹھنے والے ہر طوفان کا انجام پیشاب کی جھاگ کا ہی ہوتا رہا ہے۔

۱۹۵۳ء میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف ملک گیر فسادات برپا کئے گئے لیکن حسرتناک طور پر ناکام ہو گئے۔ نتیجۃً جماعت احمدیہ کی تعداد دس گناہ بڑھ گئی۔ اس وقت چار پانچ لاکھ کی آبادی تھی احمدیوں کی۔ لیکن آج ۴۰ اور ۵۰ لاکھ کے درمیان ہے!!

۱۹۷۴ء میں پھر دوبارہ وسیع پیمانے پر حکومت کے زیر سایہ اور شاہ فیصل کے کیسۂ زر کے بھروسے پر فسادات برپا کئے گئے! سوائے ناکامی و نامرادی کے کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ہاں خدا تعالیٰ نے اپنے قہر کی ایک جھلک پاکستان کے ایک علاقہ قراقرام میں دکھائی۔ اور ہزاروں کی جانیں تلف ہوئیں۔ اور حکومت کو کروڑوں کا نقصان ہوا۔

غرض ہم خدا تعالیٰ کے چمکتے ہوئے نشان خلافت احمدیہ کی تائید میں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اور خلافت کی مختلف برکتوں سے متمتع ہوتے رہتے ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھولے تا وہ خلافت حقہ اسلامیہ کو شناخت کر سکیں۔ اور وہ بھی خلافت کی برکتوں سے متمتع ہو سکیں۔ آمین ❊

درخواست ہائے دُعا

(۱) میرے تین بچے ان دنوں امتحان دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میری طبیعت بھی آجکل کچھ خراب رہتی ہے۔ بچوں کی نمایاں کامیابی اور میری کامل شفایابی کے لئے درویشانِ کرام اور بزرگانِ جماعت سے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: محمد ظہور حسین۔ کانشیلو (بلوری)

(۲) برادرم وی۔ عبدالرحیم صاحب بمبئی سے اپنی کاروباری مشکلات کے ازالہ اور دینی و دُنیوی ترقیات کے لئے درویشانِ کرام اور احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار: رفیق احمد مالاباری انسپکٹر تحریک جدید قادیان

(۳) برادرم غلام حمیدالدین صاحب گلبرگہ نے ایک نئی دوکان کھولی ہے۔ کاروبار کے بابرکت ہونے اور دینی و دُنیوی ترقیات کے لئے درویشانِ قادیان اور احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں موصوف نے ۱۵ روپے درویش فنڈ میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار: محمد انعام غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

نظامِ خلافت اور نظامِ مملکت کی اطاعت کے احکام

از مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب انچارج مدرسہ احمدیہ

مسئلہ خلافت اور نظام

خلافت کا مسئلہ اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ہے اور نظام کے بغیر خلافت چل ہی نہیں سکتی۔ بعض لوگوں کا یہ خیال رہا ہے کہ نظام ایک دنیوی مسئلہ ہے اور مذہب کا اس کے ساتھ تعلق نہیں وہ کہتے ہیں کہ اُمتِ مسلمہ کے معاشی نظام کو کسی مذہبی مسئلہ کے ساتھ وابستہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ایک سیاسی مسئلہ ہے اور مذہب کا اس کے ساتھ تعلق نہیں۔ یہ ہر زمانہ کے مسلمانوں کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ جس طرح چاہیں فیصلہ کریں۔ اگر مناسب سمجھیں تو ایک خود مختار بادشاہت پر متفق ہو جائیں۔ چاہیں تو جمہوریت کو پسند کریں۔ چاہیں تو کسی حکومت کے طریق کو اپنا لیں۔

یہ خیالات دراصل مغربیت کی پیداوار ہیں اور یہ مغالطہ دراصل سیاست کو محدود سمجھنے سے لگا ہے۔ حالانکہ حقیقتاً سیاست نظام کا دوسرا نام ہے اور سیاست حکومت سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ اور حکومت کے بغیر بھی سیاست ہوتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تین شخص اکٹھے کہیں سفر پر جانے لگیں۔ تو اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنا لیں تاکہ نمازوں کے اوقات میں اُسے امام بنایا جاسکے اور سفر میں جو معاملات پیش آئیں اُن کے بارہ میں اُس سے مشورہ لیا جاسکے۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک نظام ہے اور اس کا تعلق حکومت سے نہیں ہے۔

نظام درحقیقت ایک مستقل چیز ہے اگر حکومت اس میں شامل ہو جائے تو یہ اُس پر بھی حاوی ہو جاتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو باقی لوگوں کے لئے اس کی پابندی ضروری ہوتی ہے۔ اسی طرح مسئلہ خلافت اسلامی نظام سے تعلق رکھتا ہے خواہ یہ نظام سلطنت پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔

ابتدائے اسلام میں نظام مملکت اور نظام دینی کا اجتماع

ابتدائے اسلام میں کوئی حکومت نہ تھی۔ لیکن دینی فرائض کی بجا آوری میں ایک نظام موجود تھا۔ بعد میں جب حکومت ملی تو نظام مملکت اور نظام دین اکٹھے تھے۔ یعنی مذہب کا نظام تو تھا ہی۔ اس کے ساتھ حفاظت ملک کے لئے فوجیں بھی رکھتے تھے قاضی بھی موجود تھے۔ حدود جاری کی جاتی تھیں۔ قصاص لیتے تھے۔ اسی طرح نماز روزہ حج زکوٰۃ کی ادائیگی اور ان سے متعلقہ احکامات کی بجا آوری میں بھی نظم موجود تھا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام

دنیا میں دو قسم کے مذاہب پائے جاتے ہیں۔ (۱) پہلی قسم میں وہ مذاہب ہیں جن کا دائرہ عمل چند عبادات واذکار عقائد اور انفرادی اعمال تک محدود ہے۔ ایسے لوگ اعمال دنیوی کو ایک علیحدہ امر قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں دخل نہیں دیتے۔ (۲) دوسری قسم میں وہ مذاہب آتے ہیں جنہوں نے مذہب کے دائرہ کو وسیع کیا ہے۔ انسانی اعمال اور باہمی تعلقات اور نظام حکومت کے متعلق بھی قواعد بتائے ہیں۔ جو لوگ ایسے مذاہب کو مانتے ہیں اُن کے لئے لازمی ہے کہ حکومت کے معاملات میں بھی مذہب کی مداخلت کو تسلیم کریں اور یہ یقین کریں کہ ان احکام کی پابندی افراد اور جماعتوں پر اُسی طرح واجب ہے جس طرح عقائد و اعمال دینی مثلاً نماز و روزہ وغیرہ ہیں واجب ہے۔ اس لحاظ سے اسلام دوسری قسم کے مذاہب میں شامل ہے۔ جہاں اسلام نماز روزہ کا حکم دیتا ہے۔ وہاں میاں بیوی کے اختلافات سے پیدا شدہ مسائل کے لئے بھی قانون وضع کرتا ہے۔ لین دین کے قواعد پر بھی بحث کرتا ہے قرضہ کی جائز و ناجائز صورتیں بھی بیان کرتا ہے۔ قانونِ شہادت بھی بیان کرتا ہے نسائی اعمال چوری۔ وراثت کا قانون۔ ٹیکس وغیرہ کے سب احکامات بیان کرتا ہے پھر چوری اور قتل کی سزا بھی بیان کرتا ہے ٹیکسوں وغیرہ کے بارہ میں حکومت کے اختیارات بیان کرتا ہے۔ فوجوں اور معاہدات کے قواعد بیان کرتا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات مزدور۔ ملازم کے قواعد بیان کرتا ہے۔ غرض وہ تمام امور جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسلام نے بیان کئے ہیں۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ مذہب کو ان امور سے کیا واسطہ ہے۔ اس لحاظ سے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اعمال جو حکومت سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی ویسے ہی قابل تقلید ہیں۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ اسی طرح ان احکامات کے تعلق سے بھی قرآن و حدیث میں احکامات موجود ہیں۔

نظام سے تعلق رکھنے والے احکام صرف آنحضرت صلعم کی ذات سے مخصوص نہ تھے

وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ اُن کا نظریہ یہ تھا کہ قرآن میں حکم ہے خذ من اموالھم صدقۃ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کر۔ لہذا آپؐ کے بعد کسی اور کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حق نہیں۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس دلیل کو تسلیم نہ کیا اور ثابت کر دیا کہ نبوت کے بعد نبوت کی نیابت میں خلافت کے تحت وہ نظام جاری ہو جاتا ہے۔ گویا نبی کی دو زندگیاں ہوتی ہیں۔ (۱) شخصی اور (۲) قومی۔ اور یہ دونوں زندگیاں الہام سے شروع ہوتی ہیں یعنی نبی کو تو چالیس برس یا روحانی بلوغت پر پہنچ کر خدا تعالیٰ الہام کے ذریعہ داعی الی اللہ مقرر فرماتا ہے۔ اور نبی کی قومی زندگی الہام سے اس طرح شروع ہوتی ہے کہ اس کی وفات کے بعد یکدم ایک تغیر پیدا ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا مخفی الہام قوم کے دلوں کو اس نظام کی طرف متوجہ کر دیتا ہے یا دوسرے الفاظ میں قدرت اولیٰ سے مراد نبی کی شخصی زندگی کا نظام ہے اور قدرت ثانیہ سے مراد نبی کی قومی زندگی کا نظام ہے۔

رسول اور اولی الامر کی اطاعت کی تعلیم اور اس سے مراد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ لفظ اولی الامر میں دنیوی حکام اور خلفاء کے راشدین دونوں شامل ہیں اور دونوں کے بارہ میں اللہ اور اُس کے رسول نے الگ الگ احکام بیان کئے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

(۱) عبادۃ بن صامتؓ سے روایت ہے۔ بایعنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وعلی اثرۃ وعلی ان لا ننازع الامر اھلہ وعلی ان نقول بالحق اینما کنا لا نخاف فی اللّٰہ لومۃ لائم وفی روایۃ وان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللّٰہ فیہ برھان

متفق علیہ

(مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء)

یعنی ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان شرائط پر بیعت کی کہ جو ہمارے حاکم مقرر ہوں گے۔ اُن کے احکام کی ہم ہمیشہ اطاعت کریں گے۔ خواہ ہمیں آسانی ہو یا تنگی اور چاہے ہمارا دل اُن احکام کے ماننے کو چاہے یا نہ چاہے۔ بلکہ خواہ ہمارا حق دوسروں کو دلا دیں۔ پھر بھی ہم اُن کی اطاعت کریں گے۔ اسی طرح ہماری بیعت میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب ہم کسی کو اہل سمجھ کر اُس کے سپرد حکومت کا کام کر دیں گے تو اُس سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ اور نہ اُس سے بحث شروع کریں گے کہ تم نے یہ حکم کیوں دیا۔ ہاں چونکہ ممکن ہے کہ وہ حکام کبھی کوئی بات دین کے خلاف بھی کہہ دیں اس لئے اگر ایسی صورت ہو تو ہمیں ہدایت تھی کہ ہم سچائی سے کام لیتے ہوئے انہیں اصل حقیقت سے آگاہ کر دیں اور خدا تعالیٰ کے دین کے متعلق کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہ جو لوگ حکومت کے اہل ہوں اور اُن کے سپرد یہ کام تمہاری طرف سے ہو چکا ہو۔ اُن سے تم کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔ مگر یہ کہ تم اُن سے کھلا کھلا کفر صادر ہوتے ہوئے دیکھ لو۔ ایسی حالت میں جبکہ وہ کسی کھلے کفر کا ارتکاب کریں اور قرآن کریم کی نص صریح تمہاری تائید کر رہی ہو تو تمہارا فرض ہے کہ تم اُس خلاف مذہب بات میں اُن کی اطاعت کرنے سے انکار کر دو۔ اور وہی کرو جس کے کرنے کا تمہیں خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے:۔

عن عوف بن مالک الاشجعی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال خیار ائمتکم الذین تحبونھم ویحبونکم وتصلون علیھم ویصلون علیکم وشرار ائمتکم الذین تبغضونھم ویبغضونکم وتلعنونھم ویلعنونکم قال قلنا یا رسول اللّٰہ افلا ننابذھم عند ذالک قال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ الا من ولی علیہ وال فراٰہ یاتی شیئا من معصیۃ اللّٰہ فلیکرہ ما یاتی من معصیۃ

اللہ ولا ینزعن یداً من طاعۃ۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب الامارۃ والقضاء)

حضرت عوف بن مالک الاشجعی سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے بہترین حکام وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں۔ تم اُن پر درود بھیجو اور اُن کی ترقیات کے لئے دعائیں کرو اور وہ تم پر درود بھیجیں اور تمہاری ترقیات کے لئے دعائیں کریں۔ اور بدترین حکام وہ ہیں۔ جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں۔ تم اُن پر لعنت ڈالو اور وہ تم پر لعنت ڈالیں۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ جب ایسے حکمران ہمارے سروں پر مسلط ہو جائیں تو کیوں نہ ہم اُن کا مقابلہ کرکے اُنہیں حکومت سے الگ کردیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لاما اقاموا الصلوٰۃ فیکم لاما اقاموا الصلوٰۃ فیکم ہرگز نہیں ہرگز نہیں جب تک وہ نماز اور روزہ کے متعلق تم پر کوئی پابندی عائد نہ کریں۔ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہ روکیں۔ تم اُنکی اطاعت سے ہرگز منہ نہ موڑو۔ الا من وُلّی علیہ والٍ فراٰہ یاتی شیئاً من معصیۃ اللہ فلیکرہ مایاتی من معصیۃ اللہ ولا ینزعن یداً من طاعتہ۔ سنو۔ جب تم پر کسی کو حاکم بنایا جائے اور تم دیکھو کہ وہ بعض امور میں اللہ تعالیٰ کی معصیت کا ارتکاب کررہا ہے تو تم اپنے دل میں اُس کے اِن افعال سے سخت نفرت رکھو مگر بغاوت نہ کرو۔

خلفائے راشدین کی سنّت پر ہمیشہ قائم رہنے اور اُن کی اطاعت کا حکم

اس کے مقابلہ میں احادیث میں عرباض بن ساریہؓ سے ہمیں ایک اور روایت بھی ملتی ہے وہ کہتے ہیں۔ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور جب نماز سے فارغ ہوچکے تو آپ نے ہمیں ایک وعظ کیا۔ وہ وعظ ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا کہ اُس سے ہمارے آنسو بہنے لگ گئے اور دل کانپنے لگے۔ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ معلوم ہوتا ہے یہ الوداعی وعظ ہے آپ ہمیں کوئی وصیت کردیں۔ آپؐ نے فرمایا اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ و ان کان عبداً حبشیاً۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنا شیوہ بناؤ۔ خواہ کوئی حبشی غلام ہی تم پر حکمران کیوں نہ ہو۔ جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ لوگوں میں بہت بڑا اختلاف دیکھیں گے۔ پس ایسے وقت میں میری وصیت تمہیں یہی ہے کہ علیکم بسنتی

وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تم میری سنت اور میرے بعد میں آنے والے خلفاء الراشدین کی سنّت کو سے اختیار کرنا تمسکوا بھا۔ تم اُس سنّت کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ وعضوا علیھا بالنواجذ اور جس طرح کسی چیز کو دانتوں سے پکڑ لیا جاتا ہے۔ اِسی طرح اس سنت سے چمٹے رہنا اور کبھی اس راستے کو نہ چھوڑنا جو میرا ہے یا میرے خلفاء الراشدین کا ہوگا وَ ایاکم ومحدثات الامور اور تم نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ" کیونکہ ہر وہ نئی بات جو میری اور خلفائے راشدین کی سنت کے خلاف ہوگی وہ بدعت ہوگی اور بدعت ضلالت ہوا کرتی ہے۔ ان دونوں قسم کے حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولوالامر دو قسم کے تسلیم کئے ہیں۔

(خلافت راشدہ صفحہ ۱۴۱-۱۳۶)

فتنوں کے بارہ میں قرآن مجید کا انتباہ

قرآن مجید نے اُمت محمدیہ کو آنے والے فتنوں سے خبردار کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے نظام کی مضبوطی اور استحکام کو بہت بڑا دخل ہے۔ اسلام کے دورِ اوّل میں اسلام کی وحدت جمہوری کو اسی وجہ سے نقصان پہنچا۔ جس کے نتیجہ میں شیعہ سنی۔ خوارج۔ پہلے تین ٹکڑے ہوگئے۔ اس کے بعد اسلام کے ملکی نظام میں ضعف اور جدوجہد اور نزاع کی دیمک نے گھر بنالیا بلکہ دین میں بھی تفرقہ پراگندگی واقعہ ہوگئی۔ جو روافض۔ جبری۔ قدری۔ اور اس کی مانند بہت سے گروہ دربند کے ٹوٹ جانے سے سیلاب کی طرح اسلام میں پیدا ہوگئے۔ حالانکہ صحابہؓ کے عہد میں ان میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ پھر تابعین کے آخر عصر میں جبریہ معطلہ۔ مشبّہ۔ ممثلہ نصیریہ۔ قرامطہ۔ باطنیہ اور اسماعیلیہ وغیرہ پیدا ہوتے چلے گئے۔

جماعت احمدیہ کی ترقی کیلئے خدا تعالیٰ کی رہنمائی اور جماعت کا فرض

رسالہ الوصیت ہر احمدی کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ علاوہ ازیں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو الہاماً بتایا۔ "کلیسا کی طاقت کا نسخہ"

(تذکرہ صفحہ ۵۵۶)

جس کا مطلب یہی ہے۔ کہ دینِ عیسوی کو کلیسا کے نظام سے ہی طاقت ملی ہے اور یہی آزمودہ طریق احمدیت کے نظام کی مضبوطی کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا انشاء اللہ۔ علاوہ ازیں حضور نے ایک خواب دیکھا تھا جس کا مفہوم خاکسار کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ "حضور خواب میں نظام الدین کے مکان میں داخل ہوئے ہیں؛ اور اس کے بارہ میں حضور کو بتایا گیا کہ اس مکان میں داخلہ کچھ حسنیؓ طریق سے مقدر ہے اور کچھ حسینیؓ طریق سے مقدر ہے۔ اس خواب اور الہام کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں جماعت کی رہنمائی فرمائی ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کا ذریعہ خلافت ہوگی اور خلافت کے نظام کی مضبوطی حسنیؓ اور حسینیؓ شان کی قربانیوں سے پروان چڑھے گی۔ جوں جوں خدا کے فضل سے جماعت ترقی کرے گی قربانیوں کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے گا۔ تمام گذشتہ اور موجودہ حالات کا مطالعہ بخوبی کرتے ہوئے۔ ہر احمدی کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ہر چھوٹے بڑے احمدی کو اپنی دائمی رضا والی راہ کو اختیار کرنے کی ہمیشہ توفیق بخشے آمین۔

مدرسہ احمدیہ میں نئے سال کا داخلہ
اور
احباب جماعت کا فرض

جماعت کی تعلیمی و تبلیغی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے مدرسہ احمدیہ کا اجراء فرمایا تھا چنانچہ اس نہایت ہی مفید اور بابرکت درسگاہ کی افادیت احباب جماعت احمدیہ پر روشن ہے کہ اس مقدس درسگاہ کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے تربیت و تعلیم یافتہ مبلغین نے ایک انقلابِ عظیم یورپ افریقہ اور امریکہ میں برپا کر دیا۔ اور اب بفضلہٖ تعالیٰ بڑے بڑے لیڈر اور سلاطین اس درسگاہ کے تربیت یافتہ مبلغین کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔

احباب جماعت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مبلغین کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ذہین و ہونہار بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرکے مدرسہ احمدیہ میں داخل کرائیں۔

اپلی جماعت کا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۷۵ء سے شروع ہوگا۔ لہذا خواہشمند احباب داخلہ فارم نظارت ہذا سے منگوا کر بہر حال یکم اگست ۱۹۷۵ء تک مکمل کرکے دفتر ہذا کو واپس بھجوا دیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور ضرور ذہن نشین کرلئے جائیں۔

(۱)۔ بچے کا میٹرک یا کم از کم مڈل پاس ہونا ضروری ہے۔

(۲)۔ جو قرآن مجید ناظرہ اور اردو زبان روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

نوٹ:۔ حسب دستور سابق اس سال بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مدرسہ احمدیہ کے لئے چار وظائف منظور کئے ہیں۔ جو طلباء کی ذہنی۔ اخلاقی۔ اور اقتصادی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جائیں گے۔

داخلہ حافظ کلاس مدرسہ احمدیہ میں حافظ کلاس بھی باقاعدہ طور پر جاری ہے۔ اور اس کلاس میں بھی ذہین طلباء (جو قرآن مجید ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہوں اور عمر بھی دس بارہ سال سے متجاوز نہ ہو) لئے جائیں گے۔ ہوشیار اور مستحق طلباء کو وظیفہ بھی دیا جائے گا۔ اور اس کے لئے بھی یکم اگست ۱۹۷۵ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

تحریک جدید کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد

حضرت مصلح موعودؓ نے تحریک جدید کی تحریک کو جماعت کے سامنے پیش کرنے کے بعد ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اُسی کا ہے اور میں صرف اس کا حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں۔ مگر حکم اُسی کا ہے۔"

تحریک جدید کے سال رواں کے چھ ماہ گذر چکے ہیں احباب اپنے ذمہ چندہ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ فرمائیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم کے ایک مصرعہ کو میں نے اپنے مضمون کا عنوان بنایا ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کی ہر چیز خواہ وہ نوع ہو یا جنس بزبانِ حال اس بات کی تائید کر رہی ہے کہ ؎

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

گرمیوں کی راتوں میں کھلے چھت پر اپنے بستر میں لیٹے بارہا آپ نے چاند ستاروں سے مزیّن سماء الدنیا کا نظارہ کیا ہوگا اور انجم شماری کی بارہا ناکام کوشش کی ہوگی ــــ کیا آپ نے کبھی سوچا؟ کہ یہ چمکتا ہوا نورانی چاند، یہ جگمگ جگمگ تارے کہاں سے آتے اور کہاں جاتے ہیں! کم از کم کتابوں میں تو آپ نے نظامِ شمسی کا باب ضرور پڑھا ہوگا۔ اور اس بات کو معلوم کیا ہوگا کہ یہ چاند اور ستارے اور ہماری زمین، اسی طرح تمام معلوم اور غیر معلوم سیّارے سورج کو اپنا محور بنائے ہوئے اس کے گرد اگرد چکر کاٹتے رہتے ہیں۔ اور یہ چاند ستارے سب ہی سورج سے روشنی حاصل کر کے تاریک راتوں کو اپنی چاندنی میں نہلا دیتے ہیں۔ اسی گردش کے نتیجہ میں دن اور رات، ماہ و سال اور صدیاں بنتی آئی ہیں اور جب تک خدا تعالیٰ کے علم میں ہے بنتی چلی جائیں گی۔ بہر حال اس نظام میں سورج کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اگر سورج نہیں تو نہ چاند ہوگا نہ اس کی چاندنی۔ نہ ستارے ہوں گے نہ کہکشاں! احسن الخالقین نے جملہ سیّاروں کو سورج کے تابع کر کے اس عظیم الشان نظامِ شمسی کو قائم فرمایا!!

کبھی آپ کو شہد کے چھتے اور مکھیوں کو ملاحظہ کا اتفاق ہوا ہوگا۔ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ کس حسنِ انتظام کے تحت وہ شہد جمع کرتی اور اس کی حفاظت کرتی ہیں۔ ایک اُن میں رانی مکھی ہوتی ہے جس کا سب کہا مانتی ہیں۔ اور اس طرح اُن کے سارے کام ایک تنظیم کے ماتحت ہوتے ہیں ـــ!

کبھی آپ نے اپنے گھر کی دیواروں پر چیونٹیوں کی قطاریں دیکھی ہوں گی ایک قطار آ رہی ہے اور دوسری جا رہی ہے دو رویہ قطاریں کس تندہی اور لگن سے اپنے کام میں مصروف نظر آتی ہیں۔ اُن کا بھی اپنا ایک سردار ہوتا ہے جس کے حکم پر ان کے اپنے سارے کام انجام پاتے رہتے ہیں ـــ!

اس سے بھی قریب کبھی آپ نے اپنے جسم کے متعلق غور کیا ہوگا۔ وہاں بھی یہی چیز کارفرما نظر آتی ہے۔ بدنِ انسانی کا سارا انتظام دل پر موقوف ہے۔ دل کے دھڑکنے سے انسان کی زندگی ہے ایک لمحہ کے لئے بھی وہ اپنی دھڑکن کو سکوت میں بدل دے تو انسانی ڈھانچہ بیکار محض ہو جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجئے آنکھیں ایک چیز دکھاتی ہیں۔ پاؤں اس طرف لے جاتے ہیں۔ ہاتھ وہاں کام کرتے ہیں۔ منہ کھا لیتا ہے۔ معدہ ہضم کرتا ہے انتڑیاں رس نچوڑتی ہیں۔ جگر خون بناتا ہے پھیپھڑے خون صاف کرتے ہیں اور دل نسوں، ناڑیوں کے ذریعہ سارے جسم میں خون بانٹ دیتا ہے ـــ!!

غرضیکہ کائنات کی جس چیز پر بھی آپ نظر کریں یہی بات آپ کے مشاہدہ میں آئے گی کہ ہر نوع میں ایک نظم ہے اور اس کا ایک منظم ہے۔ ایک انتظام ہے اور اس کا ایک منتظم ہے۔ ایک ریوڑ ہے اور اس کا ایک نگہبان ہے۔ ایک جماعت ہے اور اس کا ایک استاد ہے۔ ایک ضلع ہے اور اس کا ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہے۔ ایک صوبہ ہے اور اس کا ایک وزیر اعلیٰ ہے۔ ایک ملک ہے اور اس کا ایک وزیر اعظم یا صدر ہے!

اگر یہ سب باتیں درست ہیں اور یقیناً درست ہیں تو بے اختیار ہمارے دل سے یہ آہ نکلتی ہے کہ دنیا میں ستر کروڑ مسلمان ہیں تو ان کا کوئی امام کیوں نہیں؟ جب استاد ہی نہیں تو کلاس کیسی؟ گلہ بان ہی نہیں تو ریوڑ کی حفاظت کا کیا بھروسہ؟ دل ہی نہیں تو آنکھ ناک منہ کان ہاتھ پیر کس کام کے؟ جب سورج ہی نہیں تو کیسا چاند اور کیسے ستارے؟ اور جب امام ہی نہیں تو کیسی جماعت اور کیسا شیرازہ؟

معاصر "الجمعیۃ" دہلی نے اپنے جمعہ ایڈیشن کے سرورق پر "یہ خوش قسمتی ہمارے لئے کیوں نہیں" کے عنوان سے نہایت حسرت بھرے انداز میں اپنے ایک مشاہدے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا:-

"کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ڈبوں کے لئے مقدر ہے" میں نے سوچا "مال کے ڈبوں کے لئے انجن ہے کیا ہمارے انسانی قافلے کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک "انجن" ہو اور سارے افرادِ ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔" ....

"آہ وہ بھیڑ جو ایک قافلہ نہیں بن سکتی، اور آہ وہ قافلہ جو اپنے آپ کو ایک انجن کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں۔"

(ہفت روزہ الجمعیۃ جمعہ ایڈیشن مجریہ ۹ رمئی ۱۹۶۹ء)

یہ حسرت اور یہ تمنّا فطرت کی بے اختیار آواز ہے۔ کاش! ہر مسلمان کے دل میں یہ آواز ایک ہیجان برپا کر دے اور ہر مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ خیر امت کے کارواں کا قائد کہاں ہے؟ ـــ شاید کہ خدا تعالیٰ نے اس کا انتظام فرمایا ہو ـــ کیونکہ اس کے بغیر ملت کی زندگی محال ہے۔ علامہ اقبال نے شاید اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے کہا تھا ؎

تا خلافت کی بنا ہو پھر سے استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

اسی حسرت و یاس کی نگاہوں نے کبھی شاہِ ترکی کو اپنا نقطۂ مرکزی سمجھا اور کبھی شاہِ فیصل کی طرف امید بھرے دل سے دیکھا ـــ لیکن رداءِ خلافت کا پہننا یا پہنانا انسان کے اپنے بس کی بات نہیں۔ اس انتخاب کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور سورۂ نور میں نہایت وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ جب تک امتِ محمدیہ کے افراد ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط پر قائم رہیں گے ان میں خلافتِ حقہ کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ چنانچہ جب تک ایمان اور اعمالِ صالحہ کی شرط مسلمانوں میں قائم رہی خلافتِ راشدہ کا قیام رہا اور جب ایمان اور قرآن (جو اعمالِ صالحہ کی جان ہے) ثریا ستارے پر چلے گئے تو خلافت کا بھی خاتمہ کر دیا گیا اور مسلمان اس نعمتِ عظمیٰ سے وقتی طور پر محروم کر دیئے گئے۔ اور یہ سب کچھ مخبر صادق سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش خبریوں کے مطابق ہوا۔ چنانچہ آپؐ نے ایک اور ایک دو کی طرح نہایت تفصیل کے ساتھ اس امر کو بیان فرمایا تھا کہ

"میرے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت کا سلسلہ شروع ہوگا اور جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا یہ سلسلہ جاری رہے گا پھر خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ختم کر دے گا۔ اس کے بعد ظالم بادشاہوں کا دَور آئے گا۔ جب یہ دَور بھی گزر جائے گا تو جبری حکومت کا زمانہ آئے گا اور جب تک خدا تعالیٰ کی مرضی ہوگی یہ دَور چلتا رہے گا۔ جب یہ زمانہ بھی گزر جائے گا تو پھر سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا"

(مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

اور یہ سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کسی اور نظام کی خبر نہیں دی بلکہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دوبارہ شروع ہونے کی بشارت سنا کر چپ ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں فرمایا ہے:-

"جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے پھر اس کے بعد دنیا تباہ ہو جائے تو بے شک پرواہ نہیں۔" (صفحہ ۲۴)

امتِ محمدیہ کی تاریخ ایک کھلے باب کی طرح سامنے ہے جو مذکورہ پیشگوئی کے ایک ایک لفظ پر مہرِ صداقت ثبت کر رہی ہے۔ خلافتِ راشدہ کا زمانہ ختم ہوا تو ظالم بادشاہوں کا دَور آیا پھر اس کے بعد جبری حکومت کا دَور آیا اور جب چودھویں صدی آئی تو ادھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی تیاری ہو رہی تھی اور ادھر دلوں کی حسرتیں اور تمنائیں بے اختیار اُمڈ رہی تھیں۔ چنانچہ لاہور کے اخبار تنظیم اہل حدیث کے ایڈیٹر کے الفاظ میں ہر مسلمان کی یہ خواہش تھی کہ:-

"اگر زندگی کے ان آخری لمحات میں ایک دفعہ پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا نظارہ نصیب ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ کی بگڑی سنور جائے اور روٹھا ہوا خدا پھر سے من جائے

اور بھنور میں گھری ہوئی ملتِ اسلامیہ کی یہ ناؤ شاید کسی طرح اس کے نرغہ سے نکل کر ساحلِ عافیت سے ہمکنار ہو جائے "
(تنظیم اہل حدیث ۱۲ ستمبر ۱۹۶۹ء)

ہم کن الفاظ میں ان حسرت بھرے دلوں کو یہ مژدہ سنائیں کہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا دن اسلام و احمدیت کی تاریخ میں خوشی اور شادمانی کا پیغام لایا۔ اسی مبارک دن میں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا۔ اور الٰہی وعدہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی خلافتِ حقہ اسلامیہ کی قیادت میں کاروانِ احمدیت پرچمِ اسلام کو لے کر آج چہار دانگ عالم میں تبلیغی جہاد میں مصروفِ عمل ہے۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا میں ستر کروڑ مسلمان رہتے اور بستے ہیں۔ ان میں سے ۶۹ کروڑ ایسے ہیں جو ذی ثروت بھی ہیں اور تعلیم یافتہ بھی۔ ان کے پاس اقتدار و حکومت بھی ہے۔ لیکن ان کا کوئی واجب الاطاعت امام نہیں دوسری طرف ایک کروڑ جماعت احمدیہ کے افراد جو مفلس و نادار اور اقتدار و حکومت سے کوسوں دور ہیں۔ لیکن ان کا ایک واجب الاطاعت امام ہے نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ایک کروڑ کی جماعت تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کے سلسلہ میں جو عظیم الشان کارنامے سرانجام دے رہی ہے اس کا عشر عشیر بھی افتراق و تشتت کا شکار ۶۹ کروڑ مسلمان نہیں کر سکے ــــ" آہ وہ قافلہ جو اپنے آپ کو ایک انجمن کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں " ــــ اور یہ کوئی زبانی دعویٰ نہیں بلکہ ایک دنیا نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ مشہور صحافی و مسلم لیڈر مولانا ظفر علی خان ظفر ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور نے لکھا:-

"......گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔ کیا ندوۃ العلماء۔ دیوبند۔ فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ و اشاعتِ حق کی سعادت میں حصہ لیں۔ کیا ہندوستان میں ایسے متمول مسلمان نہیں جو چاہیں تو بلا دقت ایک ایک مشن کا خرچ اپنی گرہ سے دے سکتے ہیں......"
(اخبار زمیندار۔ لاہور دسمبر ۱۹۲۶ء)

کہا جاتا ہے کہ تنظیم اہل حدیث سے ایک کروڑ کا جم غفیر منسلک ہے۔ اور ادھر جماعت احمدیہ کے افراد کی تعداد بھی اتنی ہی ہے۔ آئیے! اس امر کے ثبوت میں کہ ؎
"نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر"
ہم دونوں جماعتوں کا ایک واقعاتی موازنہ پیش کرتے ہیں۔ تا قارئین کو خلافتِ حقہ اسلامیہ کی صداقت پر ایک لاجواب دلیل ملے ـ!

تنظیم اہل حدیث نے ۱۹۷۳ء میں دو سالوں کے ساٹھ ہزار روپے کا بجٹ منظور کیا۔ اور جو ردِّ عمل اس تنظیم کے افراد کی طرف سے ظاہر ہوا وہ اس اپیل سے عیاں ہے۔ جناب عبد الحمید رحمانی صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند تحریر فرماتے ہیں۔

"کسی بھی تنظیم اور تحریک کی قوت و عمل کا واحد مدار اس کے افراد کے اخلاص و ایثار اور عملی قربانیوں پر ہوتا ہے: مرکزی جمعیۃ اہلحدیث ہند اپنے عظیم مقاصد، بے نظیر تاریخ اور صحیح مؤقف کے باوجود اپنے تعمیری پروگراموں کی تکمیل میں مناسب کامیابی اس وجہ سے نہیں حاصل کر پا رہی ہے کہ افراد جماعت اپنے فرائض اور ان کے عملی تقاضوں سے غافل ہیں۔

اس کوتاہی اور غفلت کی واضح مثال یہ ہے کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس ستمبر ۱۹۷۳ء میں جو ساٹھ بجٹ منظور کیا گیا تھا تمام کوششوں کے باوجود دو سال کی طویل مدت میں اس کی چوتھائی رقم بھی جماعت نے پوری نہیں کی حتیٰ کہ اجلاس کی موعود رقم تک دفتر کو موصول نہیں ہو سکیں۔"

"........ آپ آنے والے رمضان کے بابرکت مہینہ میں ..... خود بھی تعاون کریں اور دوسرے اخوان و مخلصین سے بھی تعاون کرائیں تاکہ ۱۸ر اگست ۱۹۷۴ء کی منعقدہ شدہ مجلس عاملہ کی میٹنگ کا پاس کردہ ساٹھ ہزار روپے کا بجٹ بہرحال اس مبارک مہینہ میں فراہم ہو جائے۔ تقریباً ایک کروڑ افراد پر مشتمل جماعت اہلِ حدیث کے لئے اتنے معمولی بجٹ کی فراہمی نہایت معمولی بات ہے۔"

دوسری طرف جماعت احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقع پر لازمی چندوں وغیرہ پر مشتمل سالانہ دو کروڑ ۲۷ لاکھ روپے کے بجٹ کے علاوہ غلبہ اسلام کی تیاری کے لئے ایک عظیم منصوبے کا اعلان کرتے ہوئے جماعت سے ۲½ کروڑ روپے کا مطالبہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ جماعت پانچ کروڑ روپے تک جمع کر دیگی۔ صد آفرین! کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنے پیارے امام ہمام اطال اللہ عمرہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی امیدوں سے زیادہ ۱۲½ کروڑ روپے کے وعدہ جات پیش کر دیئے جس کی ماہ بماہ قسط وار وصولی کا انتظام جاری ہے۔

خلیفۂ وقت کی آواز پر اس کی جماعت کی طرف سے جو ردِّ عمل ظاہر ہوا وہ ہمارے امام عالی مقام کے حالیہ پیغام سے واضح ہے جو آپ نے احباب جماعت کے نام دیا اس کا ایک اقتباس بھی ہم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ یہ موازنہ ہر طرح مکمل ہو جائے اور ہر نکتہ رس طبیعت اس نکتہ کو جان لے کہ یہ فرقِ نمایاں محض اور محض خلافتِ حقّہ کی برکت ہے۔

حضور انور فرماتے ہیں:-

"میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء / ۱۳۵۲ ہش کے موقع پر جماعت احمدیہ بیرون کی تربیت اور اشاعت اسلام کے کام کو تیز کرنے اور غلبۂ اسلام کے دن کو قریب تر لانے کی ایک مہم کا آغاز کرتے ہوئے "صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ" کے نام سے ایک بہت بڑے منصوبے کا اعلان کیا تھا۔ اور مخلصین جماعت سے اپیل کی تھی کہ وہ فراخدلی سے "صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ" میں اپنے چندوں کے وعدے لکھوائیں جو آئندہ انہوں نے پندرہ سال میں پورے کرنے ہوں گے۔

میں اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر بجا لاتا ہوں کہ اس نے میری آواز میں اثر پیدا کیا اور جماعت نے بہت اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے اس تحریک میں بڑی فراخدلی سے وعدے لکھوائے جو اصل تحریک سے بھی کئی گنا زیادہ تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک"

پس ایک طرف حسرت، ناامیدی اور افسوس ہی افسوس ہے اور دوسری طرف قلوب میں بشاشت ہے، امنگیں اور ولولے ہیں اور زبانوں پر خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے ہیں اور عملِ پیہم ـــ!!

ہمارے ان بھائیوں کی حالت تو واقعی اس شعر کی مصداق معلوم ہوتی ہے کہ ؎

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بھائیوں کو سمجھ عطا فرمائے تا وہ خلافتِ حقّہ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کے کاموں میں ہمارے شریک بن جائیں۔ ورنہ صرف زبان سے اپنی اس حسرت کا اظہار کرنا کہ کاش! ہمارا بھی کوئی "انجمن" ہوتا، بے معنی رہ جاتا ہے جب کہ ہم خود اپنے آپ کو اس "انجمن" کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

❖ درویش فنڈ ❖

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:-

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے لیکن تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا اور دوسرے حصہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لادیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا باعث ہو حقیقتاً ہم پر درویشوں کا بڑا احسان ہے کہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک محبت کا تحفہ ہے جو شکر اور قدردانی کے رنگ میں ہم یا ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔"

احباب درویش فنڈ کی تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر مرکز قادیان سے تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔ **ناظر بیت المال آمد قادیان**

خلافت کی برکات اور اُس کی اہمیت

جاوید اقبال اختر

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو جس قدر دلی صدمہ پہنچا اس کا اندازہ تاریخ اسلام کے اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار سونت کر یہ اعلان کیا کہ جو کوئی کہے گا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ لیکن اُس کے ساتھ ہی جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو اکٹھا کرکے یہ آیت قرآنیہ تلاوت فرمائی کہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل انقلبتم على اعقابكم۔

ترجمہ:- یاد رکھو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں ان سے پہلے سب رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔

اس آیت قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حقیقت روشن ہو گئی۔ صحابہ نے سمجھ لیا کہ دیگر انبیاء کی مانند ہمارے پیارے رسول صلعم بھی وفات پا چکے ہیں۔ اور پھر جب حضرت ابوبکرؓ مسند خلافت پر رونق افروز ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ نے خلافت کی برکت کے نتیجہ میں ان کے غم کو دور کر دیا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ

"دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ جائے گا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے"

پس اسی وعدہ الٰہی کے مطابق ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کامل کی بعثت کے بعد بھی مسلمان خلافت کی برکات سے متمتع ہو سکیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کا وقت بھی بہت نازک وقت تھا مگر اس وقت خدا تعالیٰ نے اپنی دوسری قدرت کا زبردست ہاتھ دکھلایا اور جس امر کی بابت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنی وفات سے کافی عرصہ قبل اپنی جماعت کو بالہام الٰہی اطلاع دی تھی ایسا ہی عمل میں آیا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ میں سلسلہ خلافت کو قائم فرمایا اور تمام جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کرکے خلافت کی برکات سے نوازا۔ سیدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر پہلے خلیفہ منتخب ہوئے آپ نے چھ سال خلافت کی اور آپ کی وفات کے بعد جب خلافتِ ثانیہ کا دور شروع ہوا تو ایک گروہ نے اس عظیم الشان نعمت کو ٹھکرا کر بغاوت کی راہ اختیار کی۔ اور باقی پوری جماعتِ احمدیہ نے حضرت امیر المومنین مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کو اپنا خلیفہ ثانی منتخب کر لیا۔ منکرین خلافت نے مخالفت میں پورا زور لگایا۔ مگر خلافت کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بلکہ وہ برکتیں اور فیوض جو خدا تعالیٰ نے خلافت سے وابستگی کے ساتھ وابستہ کر رکھے تھے ان سے وہ لوگ محروم و بے نصیب رہے۔ ان کی شدید مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جماعتِ مبائعین کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دی اور اُن کو نمایاں طور پر خدمت و اشاعتِ اسلام کی توفیق دی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے الہام الٰہی

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

کے مطابق احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچی اور جس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح کو بشارت دی تھی کہ

"میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔ اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا۔ اور ان میں کثرت بخشوں گا۔"

(تذکرہ صفحہ ایڈیشن اوّل)

اسی بشارتِ الٰہی کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے ذریعہ خلافتِ حقّہ کا قیام فرمایا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ خلافت کو استحکام بخشا۔ اور یہ خلافت کی برکت کا ہی نتیجہ ہے کہ آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اور خدا کے فضل سے نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہنے والے افراد ساری دُنیا میں کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ثانی کی قیادت میں جماعت نے عظیم الشان ترقی کی۔ آپ کے زمانہ میں تبلیغی مشن کھولے گئے۔ اور برطانیہ۔ امریکہ۔ ہالینڈ جرمنی۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین۔ ناروے۔ ڈنمارک۔ گی آنا۔ ٹرینیڈاڈ۔ برٹش گی آنا۔ غانا۔ نائیجیریا۔ لائبیریا۔ مشرقی افریقہ۔ انڈونیشیا۔ سنگاپور۔ بورنیو۔ فلسطین۔ شام۔ لبنان۔ مصر۔ مسقط۔ ماریشس سیلون۔ برما۔ عدن وغیرہ تمام ممالک میں خلافتِ ثانیہ میں ہی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ بیرونی ممالک میں متعدد مساجد تعمیر کی گئیں۔ بالخصوص لندن میں صرف مستورات کی مالی قربانی سے مسجد تعمیر کی گئی۔

خلافت ثانیہ کے دور میں ایک طرف منکرینِ خلافت کو دلائل اور عمل میں شکست ہوئی تو دوسری طرف جماعت احمدیہ کی قربانیوں اور نظام خلافت کے ذریعہ سے اسلام ترقی کرتا چلا گیا۔ اور حقائق و معارف قرآن کے دریا بہا دئے گئے۔ جماعت نے تبلیغی و تنظیمی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہاں تک کے مخالف بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ سب خلافت کی برکات کا نتیجہ تھا۔

خلافتِ ثانیہ کے باون سالہ دور کے بعد جماعت پر پھر ایک ایسا وقت آیا کہ جو برکاتِ خلافت کے ظہور پذیر ہونے کا وقت تھا۔ ہمارے پیارے امام حضرت مصلح موعودؓ خدا تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ نے خلافتِ ثالثہ کے ذریعہ جماعت کو پھر ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ خدمت دین کے لئے جماعت میں ایک نئی روح تبلیغ اسلام کے لئے پیدا ہوئی۔

حضرات! غور فرمائیں کیا خلافت کی یہ کم برکت ہے کہ جماعتِ احمدیہ کا محبوب خلیفہ ساری جماعت سے اشاعتِ قرآن و اسلام کے لئے صرف ½ ۱ کروڑ کا مطالبہ کرتا ہے تو جماعت ½ ۲ کروڑ اُن کے قدموں میں ڈال دیتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے اموال لوٹ لئے جاتے ہیں مگر وہ رضائے الٰہی پر راضی ہیں۔ جانیں جا رہی ہیں تو وہ کچھ نہیں بولتے سامنے بچوں کو مارا جا رہا ہے مگر محض اور محض خلافت کی برکت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا ایمان پیدا کر رکھا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی راہ میں ہمارے ہزاروں مال۔ ہزاروں جانیں بھی ضائع چلی جائیں تو کوئی پرواہ نہیں ایک احمدیت کا فدائی (اللہ تعالیٰ اس کے اموال میں برکت دے) اسی بابرکت تحریک میں پچھتر ہزار کا وعدہ کرتا ہے۔ احمدیت کی مخالفت کے نتیجہ میں اس کا سارا مال و اسباب لُٹ جاتا ہے۔ مگر وہ دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے حضور! میرا وعدہ ایک لاکھ نوٹ فرمالیں۔ کیا یہ کم خلافت کی برکت ہے؟

پس خلافت ثالثہ کے بابرکت دور میں خلافت کی برکت کی وجہ سے جماعت کا نظام مضبوط ہے۔ جماعت کے افراد ترقی پہ ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں اور اپنے نفوس و اموال کی قربانیاں کرتے چلے جا رہے ہیں۔

پس مبارک ہیں وہ افراد جو الامام جُنّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ۔ (کہ امام ایک ڈھال ہوتا ہے جس کے پیچھے لڑائی کی جاتی ہے۔) کے مطابق خلیفہ برحق کی

قیادت میں خدمتِ دین کرتا ہوا آگے ہی آگے چلتا چلا جائے اور یہ وہی دَورِ خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہے کہ جس کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان الفاظ میں بشارت دی کہ :-

"پس میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفۂ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاکر کھڑا ہوگا تو اگر دُنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی تو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

(تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء)

ممبرانِ رابطہ عالم اسلامی! جو احمدیت کو ختم کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ اور جو کچھ ان سے بن سکا انہوں نے کیا اور دُنیا کے مسلمانوں کو انہوں نے احمدیوں کے خلاف بھڑکانا چاہا اور بین الاقوامی طور پر مخالفت کی کہ کسی طرح اس جماعت کو ختم کر دیا جائے مگر ذرا ہوش کیجئے! ممبرانِ رابطہ عالم اسلامی! اور نوٹ کر لیجئے مولوی ابوالحسن ندوی صاحب کے اس بات کو کہ احمدیت کی مخالفت میں اور خصوصاً خلافتِ ثالثہ سے ٹکر لینے کا انجام وہی ہوگا جو اس سے پہلے سید نذیر حسین دہلوی، مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا ہوا۔ یہ وہ آسمانی فیضان ہے کہ جس سے وہ بے شک سر پٹکیں مگر وہ اس جماعت کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ جماعتِ احمدیہ ملکوں میں پھیلے گی اور تمام دنیا میں پرچم اسلام کو بلند کرے گی۔ اور یہ سب کام جو ہو رہا ہے اور آئندہ ہوگا وہ محض اور محض خلافت کی برکت اور خلافت کے ذریعہ ہوگا۔

جماعتِ احمدیہ کے خلاف مخالفین کی ریشہ دوانیاں عرصہ ۷۵ سال سے جاری ہیں اور ان کو ان کوششوں میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی وہ اخبار "المنبر" کے مندرجہ ذیل الفاظ سے بخوبی واضح ہے کہ :-

"ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور زیادہ وسیع ہوتی چلی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں اکثر تقویٰ۔ تعلق باللہ۔ دیانت۔ خلوص۔ علم۔ اور اثر کے لحاظ سے پہاڑوں جیسی شخصیت رکھتے تھے ...... ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔"

(المنبر ۲۳ر فروری ۱۹۵۶ء)

حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف خلافت کی برکت ہی ہے کہ پہاڑوں جیسی یہ شخصیتیں اور بلند و بالا اور ممتاز شخصیتوں والے لوگ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت میں اُٹھے مگر اس آسمانی چٹان سے سر پٹک کر رہ گئے۔ اور اسکا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ جماعتِ احمدیہ نے مخالفت کے باوجود دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

خلافت کی اہمیت

ابھی تک میں نے خلافت کی برکات کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش کیا ہے۔ اب مختصر طور پر اس کی اہمیت عرض کرتا ہوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بزرگ صحابی حنظلہ الکاتب نے حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے خلاف ہوتے ہوئے منصوبوں کو دیکھ کر فرمایا۔

عجبتُ لما یخوض الناس فیہ یرومون الخلافۃ ان تزولا ولو زالت لزال الخیر منھم ولاقوا بعدھم کذا ذلیلاً۔ وکانوا کالیھود والنصارٰی سواءً کلھم ضلوا السبیلا۔

(تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۷۳)

ترجمہ :- مجھے ان لوگوں کی باتوں سے تعجب ہوتا ہے جو چاہتے ہیں کہ خلافت ختم ہو جائے واقعہ یہ ہے کہ اگر خلافت جاتی رہی تو یہ لوگ ہر خیر و برکت سے محروم ہو جائیں گے اور اس کے بعد پوری طرح ذلیل ہو جائیں گے۔ اور پھر گمراہی میں وہ عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح ہو جائیں گے اور سب گمراہ ہونے کے برابر ہونگے۔

حضرات! خلافت کی اہمیت ملاحظہ فرمائیے کہ اگر خلافت نہ ہو تو لوگوں کو خیر و برکت کہاں سے ملے اور ذلت کے سوا کچھ نہ ملے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کے واقعات پر نظر ڈالنے سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اگر مسلمان خلافت کے ساتھ وابستہ نہ ہوتے اگر اُمتِ محمدیہ میں خلافت جیسی عظیم الشان نعمت نہ ہوتی تو یہ اُمت نہ اندرونی طور پر مضبوط ہوتی اور نہ بیرونی طور پر اسلام کو وسعت مل سکتی اور جب مسلمانوں نے خلافت جیسی نعمت کو ٹھکرا دیا بے قدری کی تو اس کا انجام سوائے ذلت کے اور کیا ہوا۔ مسلمان ذلیل ہو گئے۔ ان کا وقار جاتا رہا کوئی نظام نہ رہا۔ کوئی مرکزیت نہ قائم رہی کوئی حکومت نہ رہی کوئی رعب و دبدبہ نہ رہا۔ اور جس مقصد کے لئے اسلام جیسا عظیم الشان مذہب وجود میں آیا اس کی غرض فوت ہوگی۔

پس خلافت کی بس قدر اہمیت ہے۔ کہنے والے نے خوب کہا ہے کہ

"نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر"

حرفِ آخر

معزز قارئین کرام! اسلام ایک زندہ مذہب ہے اسلامی شریعت ہمیشہ قائم رہنے والی شریعت ہے۔ اس لئے اسلامی خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا رہے گا۔ اور اس دائمی خلافت کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔ ساری برکتیں اسی خلافت میں ہیں۔ اسی لئے اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا ہم سب کا فرض اوّلین ہے۔ حضرت مصلح موعود رضؓ خلافت کی برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اے دوستو! میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں۔ نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دُنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافتِ حقہ کو مضبوطی سے پکڑ رو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دُنیا میں بھی اونچا کرے اور اُس جہان میں بھی اونچا کرے۔"

(الفضل ۲۰ر مئی ۱۹۵۹ء)

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہٖ کے مطابق خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی برکات سے کما حقہ متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقائے عزّتِ انسان خلافت کی بقا پر ہے

از مکرم جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے

نہ حُسنِ مُدّعا پر ہے نہ شانِ ارتقا پر ہے
بقائے عزّتِ انسان خلافت کی بقا پر ہے

خلافت کشتیٔ مِلّت کی اُمیدوں کا یارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ مِلّت کا اِک واحد سہارا ہے

نہ جب تک کارواں میں ہو امامِ کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی

کلی جب شاخِ گُل پر ہو تو کِھل کر پھول ہوتی ہے
ہو جڑ سے ربط قائم تو دُعا قبول ہوتی ہے

پراگندہ اگر ہو آتشِ ایماں کی چنگاری
"نہ تیری ضرب ہے کاری۔ نہ میری ضرب ہے کاری"

نہ ہو گر ربطِ باہم۔ انجمن اس کو نہیں کہتے
کہیں گُل ہو۔ کہیں لالہ۔ چمن اسکو نہیں کہتے

خلافت کیا ہے خُود نورِ خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزمِ موجودات میں خیر البشر ہونا

درخواستِ دُعا

جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلباء کا عنقریب امتحان مولوی فاضل شروع ہونے والا ہے۔ اس مرتبہ سات امیدوار شریک ہو رہے ہیں۔ احباب جماعت سے سب کی نمایاں کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار بشارت احمد محمود قادیان

اسلام میں خلافت کا الٰہی وعدہ

اور

خلافت ثالثہ سے متعلق خدائی بشارات

از مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج پونچھ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ (سورہ نور رکوع ۷)

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح اُن سے پہلے خلیفہ بنایا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کو بعد میں وہ اُن کے لئے امن کی حالت سے تبدیل کر دے گا۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تمہاری مضبوطی اور استحکام کے لئے تم میں خلافت کو قائم کروں گا۔ تاکہ تمہارے خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر دوں اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب تک اسلام میں خلافت راشدہ کا قیام رہا۔ مسلمان دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتے چلے گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قریب تھا کہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھر کر رہ جاتا خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کو قائم کر کے مسلمانوں کو منتشر ہونے سے نہ صرف بچایا بلکہ مستحکم کر دیا اور خلافت ہی کی یہ برکت تھی کہ چند سالوں میں ہی قیصر و کسریٰ جیسی دنیا کی عظیم سلطنتیں اسلام کی آغوش میں آگئیں۔ اور تثلیث کدوں سے پانچ وقت اللہ اکبر کی صدا بلند ہونے لگی۔

خلافت ایک نعمت الٰہی ہے۔ اور یہ نعمت عظمیٰ جب تک مسلمانوں میں رہی ہر محاذ پر مسلمان کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے رہے۔ لیکن جب یہ نعمت مسلمانوں سے چھن گئی اُس وقت سے وہ نہ صرف پستی اور زبوں حالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ دنیا میں ستر کروڑ کے قریب اِس وقت مسلم آبادی ہے۔ لیکن ہر طرف آپس میں برسرپیکار نظر آتے ہیں۔ دراصل یہ بھی خدائی نوشتے تھے جو پورے ہونے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ۔

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔ (مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

مذکورہ حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ میرے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کا قیام ہو گا اور پھر ملک عاض اور اس کے بعد جبری حکومت اور پھر آخر کار خلافت علیٰ منہاج نبوۃ کا دوبارہ قیام ہو گا۔

اس ارشاد نبوی کے عین مطابق اسلام میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام عمل میں آیا اور اُس کے بعد ویسے ہی دور اسلام پر آئے جیسے حدیث میں مذکور ہیں اس پر تاریخ شاہد ہے اور آخر کار ارشاد نبوی کے مطابق ضروری تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہوتا۔

چنانچہ اکابرین امت اور مسلم لیڈر، اپنی زبوں حالی کو دیکھ دیکھ کر قیام خلافت کی خواہش کا اظہار کرتے رہے اہل سنت والجماعت لاہور کی طرف سے شائع ہونے والا رسالہ "جدوجہد" لکھتا ہے۔

"سب سے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خود غرضی کی بنا پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور اُمت مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ چرو چگو اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے۔" (جدوجہد لاہور ۱۹۶۰ء)

اسی طرح اور کئی دردمند دلوں سے آوازیں بلند ہوئیں۔ مثلاً علامہ اقبال نے بھی یوں کہا ہے کہ

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ میں تم میں خلافت کو قائم کرونگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا کہ بالآخر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا قیام ہو گا خدا تعالیٰ نے ان دردمند دلوں سے نکلی ہوئی آواز کو سنا اور ایفائے عہد کرتے ہوئے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو وقت پر مبعوث فرمایا اور آپ نے اپنی زندگی میں احیاء اسلام کیا اور بکھرے ہوئے شیرازہ کو منظم کیا نیز آپ نے فرمایا کہ میرے بعد اب خلافت تا قیامت رہے گی آپ فرماتے ہیں کہ

"قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی قائم رہے گی اور غیر مذاہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذاہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۶)

نیز حضور نے فرمایا کہ

"تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔" (الوصیت صفحہ ۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں جماعت احمدیہ کے افراد حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر جمع ہوئے۔ آپ کے دور میں جماعت نے اسلام کی بے حد خدمت کی اور آپ کی وفات کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جماعت کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپ کے عہد میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ بیرونی ممالک میں وسیع پیمانہ پر تبلیغ اسلام کے لئے مشنز کھولے گئے اور آپ نے جماعت کو بہتر رنگ میں منظم کیا نیز آپ نے خلافت سے وابستہ رہنے اور اس سے متمتع ہونے کے لئے جماعت کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی کہ۔

"اے دوستو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ سب برکتیں خلافت میں ہیں نبوت ایک بیج ہوتی ہے جس کے بعد خلافت اس کی تاثیر کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ تم خلافت حقہ کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی برکات سے دنیا کو متمتع کرو تا خدا تعالیٰ تم پر رحم کرے اور تم کو اس دنیا میں بھی اونچا کرے اور اس جہان میں بھی اونچا کرے۔" (الفضل ۳ مئی ۱۹۵۹ء)

خلافت ثالثہ سے متعلق خدائی بشارات

یہودیوں کی حدیث کی کتاب طالمود میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے متعلق پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے بارے میں بھی واضح رنگ میں پیشگوئی موجود ہے کہ:-

IT IS ALSO SAID THAT HE (PROMISED MESSIAH) SHALL DIE AND HIS KINGDOM DESCEND TO HIS SON AND GRANDSON.

یعنی مسیح موعود کی وفات کے بعد آپ کی خلافت آپ کے بیٹے اور پوتے میں منتقل ہو جائے گی۔ (طالمود باب پنجم صفحہ ۳۷)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا گیا کہ:-

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَافِلَةً لَّكَ نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِيْ۔

اس میں آپ کو نافلہ کی بشارت دی گئی تھی۔ مذکورہ بالا الہام میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بشارت دی گئی تھی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خلیفہ ثالث بننے والے کو یہ عظیم الشان بشارت دی کہ۔

"میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو گا

تو اگر دنیا کی کل حکومتیں بھی اس سے ٹکرلیں گی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔"

اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ

"میں تجھے ایک لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔" (الفضل ۵ مارچ ۱۹۱۵ء)

خلافت ثالثہ کا بابرکت دور ہمارے سامنے ہے آپ کے عہد میں جس قدر جماعت نے ترقی کی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ کے دور میں مخالفوں نے نئے نئے طریق مخالفت کے نکالے اور اس کے ساتھ ساتھ اُن کی روک تھام کے لئے نئی نئی بابرکت اور الٰہی تحریکات نے جنم لیا اور جماعت نے باوجود مخالفتوں کے خدا تعالیٰ کی تائیدات کے عجیب نظارے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ کے ذریعہ سے جماعت کی جو ترقی ہوئی ہے۔ اور ہو رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ نیز اسلام کے غلبہ کے اثرات ہر احمدی دیکھ رہا ہے آپ نے اس ترقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

"میں آپ سب کو پوری قوت سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے غلبہ کا عظیم دن طلوع ہو چکا ہے دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو ٹال نہیں سکتی احمدیت فتح مند ہو کے رہے گی انشاء اللہ آئندہ پچیس سال کے اندر اندر اسلام کا غلبہ آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ میں بوڑھوں، اور جوانوں مردوں اور عورتوں سے پکار کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانی کے لئے آگے آؤ اسلام کی فتح کے دن آپہنچے ہیں۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ چیز ناممکن نظر آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اسلام کے غلبہ کا دن طلوع ہو چکا ہے اس کا فضل شامل حال رہا تو یہ بظاہر ناممکن ممکن ہو کے رہے گا۔"

(الفضل ۳ جون ۱۹۷۴ء صفحہ ۳)

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میں اور میرا چھوٹا بھائی عزیزم مجید عالم کچھ دنوں سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ تمام بزرگان دین اور احباب جماعت سے مکمل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

اسی طرح میرے دو چھوٹے بھائی عزیزان شریف عالم اور شمس عالم صوبائی مقابلوں کے امتحان میں شریک ہوئے ہیں۔ میری ایک بہن، لڑکی اور ایک اور بھائی بی۔ اے کے امتحان میں شامل ہو رہے ہیں۔ سبھوں کی اعلیٰ ترین کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار

محمد خورشید عالم ڈپٹی کلکٹر پٹنہ

۲۔ میری لڑکی امۃ النعیم انٹرمیڈیٹ فائنل کا امتحان دے رہی ہے احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کی خواہش کے مطابق اسے بدرجہ اوّل کامیابی عطا فرمائے۔ خاکسار

محمد عبدالقادر بی ایس سی
حیدرآباد

الغرض خدا تعالیٰ نے تمکنت دین کے لئے اسلام میں خلافت کے قیام کا وعدہ کیا اور اس وعدہ کو آج بھی پورا کر رہا ہے۔ جو جماعت احمدیہ میں قائم ہے۔ عامۃ المسلمین باوجود عدد میں کثیر اور بڑی بڑی حکومتوں کے وارث ہونے کے محض بھیڑ نظر آتے ہیں اور اسلام کی سربلندی کے لئے بڑے دعوے کرتے ہوئے نئی نئی انجمنیں بناتے ہیں۔ اور بڑے بڑے کھوکھلے منصوبے تو تیار کرتے ہیں لیکن جس طرح یہ انجمنیں اندھیوں کی طرح آتی ہیں اُسی طرح طوفانوں کی طرح گزر جاتی ہیں کیونکہ

نظم کچھ کام نہیں دیتا خلافت کے بغیر

آج جماعت احمدیہ خلافت حقہ سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اسلام کی جو خدمت کر رہی ہے عامۃ المسلمین صدیوں تک یہ خدمت اسلام نہیں کر سکتے یہ محض خلافت کی برکت کا نتیجہ ہے۔ آج مسلمانوں کی کسمپرسی اور زبوں حالی اُن کو اس طرف توجہ دلا رہی ہے کہ

الامام جُنّۃ یقاتل من ورائہ

آؤ اور خلافت سے وابستہ ہو جاؤ اور اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہو کر اپنی سرخروئی کے سامان پیدا کرو اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کو توفیق دے کہ وہ خلافت سے وابستہ ہوں آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

خلافت ہی سے وابستہ ترقی ہے جماعت کی
یہی تو کاروانِ دین کی اصلی قیادت ہے

(عبدالحمید خاں صاحب شوق)

کیرا مغربی بنگال میں تبادلہ خیالات

شروع اپریل میں کچھ غیر احمدی علماء نے ہمارے ایک احمدی بھائی سے تبادلہ خیالات کیا جس میں غیر احمدی لاجواب ہو گئے۔ پھر انہوں نے اندر ہی اندر اپنے جیسے بائیس مولویوں کو اسی احمدی بھائی کے ساتھ تبادلہ خیالات کرنے کے لئے تیار کیا۔ خاکسار اور ماسٹر مشرق علی صاحب اطلاع ملنے پر کلکتہ سے جماعت احمدیہ "کیرا" پہنچ گئے۔ تبادلہ خیالات کے لئے جگہ کا تعین اور دیگر شرائط طے ہوئیں۔ غیر احمدیوں کے اصرار پر ان ہی کی مسجد میں یہ مجلس مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۵ء کو منعقد ہونی قرار پائی۔ چنانچہ۔ (۱) وفات مسیح علیہ السلام (۲) ختم نبوت۔ (۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۴) عقائد احمدیت (۵) ایمان بالغیب وغیرہ مسائل پر گفتگو ہونا طے پایا۔

چونکہ خاکسار بنگالی زبان نہیں جانتا تھا۔ اس لئے مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب احمدی کو بھی گفتگو میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی۔ جب کہ غیر احمدی علماء میں سے (۱) مولوی عبدالغنی صاحب عثمانی۔ (۲) مکرم عرفانی صاحب۔ (۳) محمد یوسف صاحب تینوں کو گفتگو میں حصہ لینے کا اختیار تھا۔ غیر احمدی علماء نے اپنے لوگوں کو یہ یقین دلا رکھا تھا کہ احمدی مولوی آدھ گھنٹہ کے اندر ہی اندر ہمارے علماء سے معافی مانگ کر جائیگا۔ تبادلہ خیالات کی شرائط میں وقت کا تعین کرتے ہوئے مکرم مولوی عبدالغنی صاحب عثمانی بار بار یہی کہتے رہے۔ کہ زیادہ دیر تک بات کرنے کی نوبت ہی کہاں آئے گی۔ بلکہ فیصلہ چند منٹوں میں ہو جائے گا۔

چنانچہ خاکسار نے وفات مسیح علیہ السلام پر قرآن مجید کی متعدد آیات احادیث اور لغت کو پیش کیا۔ تین گھنٹے تک بات چیت ہوتی رہی۔ غیر احمدی علماء کا گروہ حیاتِ مسیح علیہ السلام پر قرآن مجید سے ایک آیت بھی پیش نہ کرسکا۔ اور آخرکار لاجواب ہو کر خود ہی ہمیں کہنے لگے کہ دراصل ہم آپ کے عقائد جاننا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے عقائد ہم کو بتائیں۔ جبکہ انہوں نے خود ہی اپنے مقرر کئے ہوئے مسائل سے ہٹ کر ہمیں جماعتِ احمدیہ کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کی اس رنگ میں درخواست کی تو ہمارے لئے تبلیغ کا راستہ کھل گیا علماء کے علاوہ ایک صد کے قریب دوسرے غیر از جماعت بھائی بھی موجود تھے چنانچہ ماسٹر مشرق علی صاحب اور خاکسار نے نہایت پُر سکون ماحول میں احمدیت کے عقائد اور تعلیمات پر گفتگو کی اور احمدیوں کے خلاف پھیلائی گئی غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا۔ الحمد للہ۔

بعد کی اطلاع ہے کہ مکرم مولوی امان اللہ صاحب احمدی جماعت احمدیہ کیرا گئے۔ تو اُنہیں حزب اللہ (ایک مکان کا نام ہے۔ جہاں احمدیت کے خلاف منصوبہ بنایا جاتا ہے۔) میں غیر احمدیوں نے بتایا کہ ہمارے دلائل احمدیوں کے مقابل پر کمزور تھے۔ اس لئے ہم نے خود ہی بات چیت بند کر دی تھی۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے احمدیت کا بول بالا کیا۔

خاکسار سلطان احمد ظفر مبلغ مقیم کلکتہ

درخواست دُعا

اسی ماہ کی ۲۳ ہر تاریخ سے میرے GENETICS — M.SC. فائنل کے امتحانات ہو رہے ہیں۔ نمایاں کامیابی کے لئے نیز PROJECT (پروجیکٹ ریسرچ) RECEARCH کا کام باقی ہے اور اگلے ماہ کے آخر تک THESIS سبمٹ کرنے ہیں۔ احباب جماعت سے بذریعہ اعلان ہذا ان ہر دو کاموں میں معیاری نتیجہ کے لئے اور SESSIONAL TESTS. میں اچھے نمبروں کے لئے جو آج کل جاری ہیں۔ دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ وسیم احمد ناصر فریدی علی گڑھ

احباب صد سالہ جوبلی فنڈ میں جلد ادائیگی فرمائیں۔

آئندہ روشن مستقبل

صرف احمدی بچوں کا ہوگا

وقفِ جدید کا ۱۸ واں سال شروع ہوکر عرصہ چار ماہ ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن بعض جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات کی فہرستیں اخلاص کے اس رنگ اور جذبے کے ساتھ موصول نہیں ہو رہی ہیں جس طرح کہ موصول ہونی چاہئیں۔ اس لئے جماعتوں کے صدر صاحبان، سیکرٹریانِ مال اور قائدین کرام سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد وعدہ کنندگان کی فہرستیں خاکسار کے نام ارسال فرمادیں تاکہ یہ فہرستیں اطلاع اور دُعا کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں ارسال کی جاسکیں۔ سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ :-

"آئندہ روشن مستقبل صرف احمدی بچوں کا ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ تمہارے ذریعہ سے ساری دُنیا کو ہدایت دے گا۔ اور دنیا کی سب سے زیادہ دولت بھی تمہیں دیگا یہ الٰہی وعدہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے احمدی بچوں سے کر رکھا ہے۔ جب یہ بچے بڑے ہوں گے اور ان کی عمر ۲۵ سال کے قریب ہوگی تو اس وقت یہ دُنیا بدل چکی ہوگی اور (انشاء اللہ) صرف احمدیت کی دنیا نظر آئے گی۔ اور پھر وہی لوگ عزت پائیں گے جو سچے احمدی ہوں گے۔

پس اَے احمدی بچو! اے مردو! اور اَے عورتو! یہ وہ انعام ہے جو اللہ تمہیں دینا چاہتا ہے۔ تم اس کے لئے مالی اور جانی قربانی کا ایسا اعلیٰ نمونہ پیش کرو کہ تم ہی اعلیٰ انعام کے حقدار قرار دیئے جاؤ۔"

پس جماعت کے تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ نہ صرف اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خود اس بابرکت تحریک (وقفِ جدید) میں حصہ لیں بلکہ اپنی اولادوں کو بھی اس میں شامل کریں تاکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو ابھی سے سمجھنے کے قابل ہوجائیں۔ اسی طرح جماعت کی خواتین کو بھی اس تحریک میں شامل ہونا چاہیئے۔ اور کوشش کی جائے کہ جماعت کا کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام افرادِ جماعت کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

درویشانِ قادیان

کے متعلق آپ کے مقدس اور پیارے امام ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

"درویشانِ قادیان جو اپنے ذریعۂ معاش کے انتخاب میں آپ کی طرح آزاد نہیں جن کا میدانِ عمل قادیان کی مقدس بستی تک محدود ہے وہ وہاں صرف اپنی نہیں ساری جماعت کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ دنیا باوجود اپنی وسعتوں کے اُن کے لئے محدود ہوکر رہ گئی ہے۔ اُن کے ذرائعِ معاش محدود ہیں۔ .... اُن کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خیرات کے طور پر نہیں بلکہ قدر دانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ اُن کی ہر طرح امداد کریں، تا وہ فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ مرکزِ سلسلہ اور شعائر اللہ کی حفاظت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں دن رات مصروف رہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے اموال میں اور زیادہ برکت دیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔"

پس وہ احباب جو خطیر رقم اس فنڈ میں نہیں دے سکتے تو وہ صرف -/۱۲ روپے سالانہ ادا کرکے اپنے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پہ لبیک کہہ کر رضاءِ الٰہی حاصل کریں۔ جزاکمُ اللہ احسن الجزاء۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستِ دُعا: امسال خاکسار کے بڑے لڑکے عزیز سید معین احمد صاحب نے بی۔اے فرسٹ ایئر اور دوسرے لڑکے عزیز سید شاہد احمد نے میٹرک کا فائنل امتحان دیا ہے۔ نیز خاکسار کے بھتیجے عزیز سید تعلیم احمد نے میٹرک کا فائنل امتحان دیا ہؤا ہے ہر سہ کی نمایاں کامیابی کیلئے جملہ احباب جماعت و درویشانِ کرام سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: سید عبد الحنان احمدی کٹکی۔

صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال

وصولی بقایا جات اور صحیح تشخیص بجٹ کی طرف خاص توجہ دی جائے

یکم مئی ۱۹۷۵ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ گزشتہ مالی سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی اطلاع ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو عنقریب بھجوائی جارہی ہے۔ جس کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ متعدد جماعتوں کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ اور بعض جماعتوں کے ذمہ کئی سالوں کی رقوم بقایا چلی آرہی ہیں۔ ایسے بقایا جات کی وصولی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جبکہ جماعتوں کے جملہ افراد اور عہدیداران ایک نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ بقایا دار اور نادہندہ احباب کو بار بار جھنجھوڑیں۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک وہ بیدار ہوکر اپنی مالی ذمہ داری کو عملی طور پر ادا کرنا شروع نہ کر دیں۔

بنیادی طور پر جو بات جماعتی چندوں میں غیر معمولی اضافہ کا باعث ہو سکتی ہے وہ بجٹ کی صحیح تشخیص اور نادہندوں کے متعلق مؤثر کارروائی کا کرنا ہے۔ لیکن بہت سی جماعتیں اوّل تو نادہند احباب کو بجٹ میں شامل کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ اور اگر کسی کا نام رکھتی ہیں تو بجائے اصل آمد کے مطابق پوری شرح سے بجٹ بنانے کے جو چندہ کوئی لکھا دے وہی بجٹ میں لکھ لیا جاتا ہے۔ اس طرح سے بے شرح اور نادہند احباب کی اصلاح میں رُکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور آمد لازمی چندہ جات میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔

دوسری اہم بات نظامِ وصیت میں شمولیت ہے۔ اور مرکز کی مالی حالت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ صاحبِ جائداد موصیان اپنی زندگی میں حصۂ جائداد ادا کر دیں۔ اس تحریک کا اعلان پیشتر ازیں بذریعہ اخبار بدر ہو چکا ہے۔ لیکن تاحال بہت کم دوستوں نے اس طرف توجہ دی ہے۔

جس حد تک بقایا دار احباب کا تعلق ہے، اُن کی فوری توجہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ ذیل تاکیدی ارشاد درج کیا جاتا ہے۔

"مَیں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کر دیں۔ اور مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت ہیں۔ یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ احبابِ جماعت بالخصوص عہدہ داران اور مبلغینِ کرام اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طرف کماحقہٗ توجہ دیں۔ اور جملہ سست، کمزور اور بقایا دار احباب کی اصلاح کے لئے فوری طور پر کوشش فرمادیں۔ نئے مالی سال میں نہ صرف سو فیصدی چندہ کی ادائیگی ہوسکے بلکہ ساتھ کے ساتھ بقایا کی خاطر خواہ وصولی بھی ممکن ہوسکے۔

امید ہے کہ جملہ احبابِ جماعت مرکز کے ساتھ تعاون فرماتے ہوئے اپنے مالی فرائض کی طرف متوجہ ہوکر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آپ سب کو اس کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی تزکیۂ نفس کرتی اور اموال کو بڑھاتی ہے

Registered with the registrar of news papers for India at No. R. N. 61/57
Regd. No. : P/G. D. P—3
Phone No. : 35

Khilafat Number

The Weekly BADR Qadian

Editor—Mohammad Hafeez Baqapuri
Sub Editor—Jawaid Iqbal Akhtar

Vol. 24 | 22nd May 1975 | No. 21

سیّدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا

احبابِ جماعت کے نام ایک ضروری پیغام

حضور فرماتے ہیں :۔

"اے میرے عزیز بھائیو ! جو مقاماتِ قُرب تمہیں حاصل ہیں اگر انہیں قائم رکھنا چاہتے ہو اور رُوحانیت میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو خلیفۂ وقت کے دامن کو مضبُوطی سے پکڑے رکھنا۔ کیونکہ اگر یہ دامن چھُوٹا تو مُحمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کا دامن چھُوٹ جائے گا۔ کیونکہ خلیفۂ وقت اپنی ذات میں کوئی شَے نہیں۔ اُسے جو مقام بھی حاصل ہے وہ مُحمّد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کا دیا ہوا مقام ہے۔ نہ اس میں اپنی کوئی طاقت، نہ اس میں اپنا کوئی علم۔ پس اُس شخص کو نہ دیکھو بلکہ اُس کرسی کو دیکھو جس پر خُدا اور اُس کے رسُولؐ نے اس شخص کو بٹھا دیا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے جس خلافتِ راشدہ کے وقت میں جتنے زیادہ خلفاء اس دوسرے سلسلہ کے ہوں گے یعنی سلسلۂ خلافتِ ائمہؒ کے، جو مضبوطی کے ساتھ اُس کے دامن کو پکڑے ہوئے ہوں گے اور جن کے سینہ میں وہی دِل جو خلیفۂ وقت کے سینہ میں دھڑک رہا ہے، دھڑک رہا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی قوّتِ قُدسیّہ اُن کو طاقت بخشتی رہے گی۔ آپؐ کے رُوحانی فیوض سے وہ حصّہ لیتے رہیں گے۔ اتنا ہی زیادہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا۔ اور غالب رہتا چلا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے انعامات، اور اُس کے فضلوں کو انسان حاصل کرتا چلا جائے گا۔ لیکن جو شخص خلافتِ راشدہ کے دامن کو چھوڑتا اور خلافتِ راشدہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اُس شخص پر خدا تعالےٰ اپنی حقارت کی نگاہ ڈالتا ہے اور وہ اُس کے غضب اور قہر کے نیچے آجاتا ہے۔"

(الفضل جلسہ سالانہ نمبر ۱۹۶۸ء مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء)